ام مریم

عشق جب کرتا ہے بسیرا

حق اللہ سبحان اللہ
تیری سب سے اونچی شان اللہ
میری نظر پڑھے زباں اللہ

سحر وقت میں آسمان پر ستارے جگمگا رہے تھے چاند غائب تھا مسجدوں سے نعت اور درود پڑھنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ صحن میں بجلی بلب کی زرد روشنی امرود اور شہتوت کے درخت کے پتوں پر بھی پھیل رہی تھی۔ جس پر بیٹھی چڑیوں اور دیگر پرندوں نے شور مچا رکھا تھا۔

امی نے اٹھتے ہوئے لحاف ہٹایا تو فاطمہ نیند میں ہی کسمسا کر ان کے ساتھ لپٹ گئی۔ امی نے پیار سے اس کی پیشانی چومی اور اس کے گرد لحاف ٹھیک کیا۔ تبھی صحن میں ابو دہی لے آئے تھے۔ ان کے چپل گھسٹنے کی آواز نے ماحول میں ایک شور سا مچا دیا تھا۔ انہوں نے دہی کی تھیلی امی کو تھمائی اور خود فاطمہ کی چارپائی کی سمت آگئے۔

"فاطمہ بیٹے اٹھو۔" انہوں نے لحاف ہٹا کر اس کے بالوں کو سہلایا۔ وہ کسمسائی ضرور مگر اٹھی نہیں۔

"فاطمہ۔" ابو نے پھر سے پکارا۔

"اٹھو بیٹے روزہ نہیں رکھنا۔" روزے کے نام پر اس کی آنکھیں پٹ سے کھل گئی تھیں اگلے ہی لمحے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

"ہوں ہوں گرم لحاف سے اتنی جلدی نہیں اٹھتے بیٹا ٹھنڈ لگ جائے گی۔" ابو نے پیار سے ٹوکا۔

"الطاف فاطمہ کو لے کر جلدی آئیں کھانا ٹھنڈا ہو گیا ہے۔" باہر سے امی کی آواز آئی تھی۔ پھر ابو نے ہی بیٹی کو سویٹر اور ٹوپی پہنائی تھی پھر لحاف سے نکال کر ہاتھ منہ دھلایا۔ امی صحن میں موجود ٹیبل پر ہی کھانے پینے کی تمام چیزیں چن چکی تھیں۔ البتہ چائے کا پانی چولہے پر ہی ابل رہا تھا۔ فاطمہ نے دہی کے ساتھ پراٹھا کھایا پھر دہی چمچ کے ساتھ کھانے لگی۔ ابو نے کھولتے پانی میں پتی اور دودھ ڈالا اور فاطمہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے جو ابھی بھی دہی کھا رہی تھی۔ پھر خالی کٹوری رکھ کر آستین سے منہ پونچھا۔

"اونہوں۔" انہوں نے نرمی سے ٹوکا اور ٹشو اس کے سامنے کر دیا۔

"ابو سردی زیادہ ہے نا۔"

"ہاں سردی تو ہے۔"

"اب میں سو جاؤں۔" سرخ سویٹر میں اس کے گال ابھی سرخ ہو رہے تھے نیند اب بھی آنکھوں میں بھری تھی۔

"ہاں سو جانا مگر پہلے تھوڑی سی چائے بھی پی لو۔" چائے بن گئی تھی انہوں نے اپنے اور امی کے لیے کپوں میں نکال کر اسے ایک پیالے میں ٹھنڈی کر کے دی تاکہ وہ آسانی سے پی سکے خود گرم گرم کپ لیے کچن کی کھڑکی میں جا کھڑے ہوئے۔ نیم گرم چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے اس نے ابو کو دیکھا ابو بہت اچھے لگتے تھے بہت لمبے بھی تھے اور خوب صورت بھی اسے ڈانٹتے بھی نہیں تھے وہ پیار بھری نظروں سے انہیں دیکھنے لگی تب ہی سائرن گونج اٹھا فاطمہ

مکمل ناول

نے باقی کی چائے ایک ہی گھونٹ میں ختم کر لی۔ گمرائے
دیکھ کر بے حد افسوس ہوا کہ ابو نے چائے کا ایک
گھونٹ بھی نہیں بھرا تھا۔ کھڑکی کی جالی سے کاندھا
ٹکائے وہ جانے کس سوچ میں ڈوبے تھے۔ وہ اب
طویل سانس لے کر پلٹے اور چائے کا بھرا ہوا کپ میز پر
رکھ دیا۔

"ابو آپ نے چائے نہیں پی۔"

"کوئی بات نہیں۔" انہوں نے پیار سے اس کے
دونوں گال ایک ساتھ تھپتھپائے۔

"ابھی اس کے ساتھ نماز پڑھ کر پھر سونا۔" اسے
تاکید کر کے وہ خود وضو کر کے مسجد چلے گئے۔ اس کی
ہمت سمیٹ کر وضو کے لیے اٹھ گئیں۔ اسے انہوں
نے گرم پانی کر کے وضو کرایا تھا پھر بھی وہ تھر تھر کانپ
رہی تھی۔ نماز پڑھ کر وہ فوراً گرم بستر کی طرف بھاگی
اور لحاف میں دبکتے ہی اسے غافل ہونے میں ذرا دیر نہ
لگی تھی۔

○ ○ ○

عصر کی اذان ہو رہی تھی۔ جب اس کی آنکھ کھلی
امی نے اسے سلا دیا تھا مگر وہ تھوڑی دیر بعد ہی دوبارہ
سے جاگ اٹھی۔ بھوک کا احساس بہت شدید تھا۔ وہ
چپل پہن کر باہر نکلی تو ابو کو چارپائی پر چت لیٹے دیکھ کر
مسکراتے ہوئے ان کے پاس آ بیٹھی۔ ان کا ایک بازو
آنکھوں پر تھا جبھی وہ اسے نہیں دیکھ پائے تھے۔
اس نے دونوں ہاتھ ان کے سینے پر رکھ کے ان
پر ٹھوڑی ٹکا دی۔ ابو نے آنکھیں کھولیں اور مسکراتے
ہوئے دونوں بازو اس کے گرد لپیٹ لیے۔

"ہماری بیٹی کو روزہ تو نہیں لگ رہا۔" اس نے
دانت نکالتے ہوئے سر ہلا دیا۔ ابو نے دوبارہ آنکھیں بند کر
لیں پھر وہ انہیں دانیال اور الماس کے بارے میں
بتانے لگی کہ کیسے وہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

"ابو میرے بھیا نے میرے لیے آج افطار کے لیے
چاٹ بنوائی ہے میں روزہ کھول کر کھاؤں گی۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔" ابو نے سر ہلا دیا۔

"ابو آج اسکول میں ایک لڑکی نے روزہ رکھنے کے باوجود
بسکٹ کھا لیے۔ کہتی تھی بھول کر کھانے سے روزہ
نہیں ٹوٹتا۔ ابو کلی کرتے ہوئے منہ میں پانی چلا جائے تو
روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا کرنا پڑتا ہے۔"

"آپ نے قضا کیوں چکایا۔" انہوں نے آنکھیں
کھول کر اس پر گرفت کی۔ وہ جھینپ گئی۔ میں سر ہلانا
چاہا جیسے وہ ٹوک کر رہے تھے۔

"جھوٹ بولنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔"

"سوری۔" انہوں نے مسکرا کر پھر سے آنکھیں
موند لیں۔

"اچھا جان کیا افطار کا کچھ لا رہے ہیں۔" اگر اب
جو کچھ آتے۔ ان کی باتیں سن رہی تھی بول پڑی۔

"ہاں بیٹا۔"

"ابو الماس اور دانیال دونوں روزہ نہیں رکھتے والی تو
اتنا بڑا ہے پھر بھی۔" اس نے شکایت لگانے کے انداز
میں کہا۔"

وہ پھر سے شکایتیں لگانے لگی۔ ابو بس مسکراتے
رہے تھے۔ دانیال دانت نکال رہا تھا۔ اس کی زبان تو
ہر رنگ سرخ سرخ چٹپٹے پکوڑوں کے شاپر کو دیکھ کر ہی
ایک دم منہ میں پانی بھر آیا۔

"ابو یہ آپ لائے ہیں۔" وہ اشتیاق سے کتنی شاپر
کو دیکھ رہی تھی۔

"آپ یہ چٹخارے ہی ہو گی کیوں رکھا روزہ۔" دانیال
نے چھیڑا اور وہ چڑ گئی۔ ایک بار پھر ابو نے ہی اس کا
دھیان بٹایا تھا۔

○ ○ ○

فضا میں لیموں کے پھولوں کی ترش سی مہک پھیلی
تھی اس کی سبز شاخوں میں سفید پھول کھلے ہوئے تھے
لیموں کے بیج سردیوں کا پھل دینے کی تیاری کر رہے
تھے وہ ایک ٹک [illegible] ان [illegible]
[illegible] کا انتظار کرتی جو ہر روز [illegible]
[illegible] ابو کے درخت کے نیچے [illegible]
بھر دی تھی [illegible] منہ [illegible]

چڑیاں بار بار آتیں، چونچ میں دانہ اور پانی لے جاتیں۔ صحن میں موجود کیاری کے ساتھ رکھے گھڑے کے پاس نیچے فرش پہ پانی کا گلاس صبح امی سے گر گیا تھا وہاں سے فرش ذرا نیچا تھا اور پانی وہیں ٹھہر گیا تھا اور اب اسی ٹھہرے پانی میں ایک موٹا سا چھوٹے پروں والا چڑا آ کر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک چڑیا کٹورے میں جا بیٹھی اور چونچ اور پروں سے چھینٹے اڑانے لگی۔

"ابو کو صبح کیوں نہیں جگایا؟" اس نے حیران ہو کر سوچا۔ پھر سر اٹھا کر آسمان کو دیکھنے لگی سرمئی آسمان ابھی بھی کچھ دھندلا سا اور چھپا ہوا تھا دھوپ نکلی تھی مگر بے حد کمزور سی۔

"پتا نہیں ابو کب آئیں گے آج تو انہوں نے اس کے پسندیدہ فروٹ کیک لانے کا وعدہ بھی کیا تھا اور ساتھ منی کے لیے نئی فراک اور چوڑیاں بھی۔" وہ شدت سے ان کی راہ دیکھ رہی تھی اور وقت گزرتا جا رہا تھا۔

"آج تو وہ بھی نہیں ہے بس ابو کے آتے ہی ایک ... کھاؤں گی۔" اس نے سوچتے ہوئے خود کو تسلی دی اور وقت دیکھنے کی غرض سے اٹھ کر اندر آگئی۔ اور پیچھے سب ... سامنے دیوار پہ لگی لالٹین اور بڑی خوب صورت سی گھڑی کو دیکھنے لگی جس کی شکل بھی خوب صورت سی عمارت کی طرح تھی اور اس کے عین درمیان میں ... پنڈولم اس کے اوپر نیچے ... ایک وجد کی سی کیفیت میں جھومتی رہتی تھی۔ بالکل نانی کی دادی اماں کی طرح جو نماز پڑھنے کے بعد جائے نماز پر ہی بیٹھے بیٹھے ... پڑھتی تھیں اللہ ھو اللہ ھو۔

"ابھی تین بجے ہیں تھوڑے سے ابو چار بجے آئیں گے۔" وہ ... گھڑی سے اٹھتی ٹک ٹک کرنے کی آواز اور چڑیوں ... [illegible]

"امی چڑیاں ... کہاں سے ... آتی ہیں؟"

"بیٹا اس میں آواز اور ... چڑیوں کی۔" امی نے ... اب ... دیا۔

"امی ابو کیوں نہیں آئے؟"

"پتا ہے بیٹا ابھی ان کے آنے کا ٹائم ..." من کی بات ادھوری رہ گئی۔ دروازہ بہت زور سے دھڑدھڑایا گیا تھا۔

"ابو آگئے۔" وہ زور سے اچھلی۔

"نہیں یہ آپ کے ابو کی دستک نہیں ہے اللہ خیر کرے اس وقت کون آگیا۔" امی دوپٹہ سر پہ اوڑھتی ہوئی باہر گئیں دروازہ کھلا اور بہت سے لوگ نظر آئے وہ ایک چارپائی پہ ان کے پیارے ابو کے خون میں لت پت وجود کو لا کے اندر لا رہے تھے امی نے ایک چیخ ماری تھی اور پورے قد سمیت زمین پر گر گئیں۔ جبکہ وہ جیسے پتھر کی ہو گئی تھی۔

پھر بہت سارے دن بیت گئے سب کچھ بدل گیا۔ نعیم چچا اپنے گھر لے آئے۔ اسے وہیں اسکول میں داخل کروا دیا گیا مگر وہ ... نے سے ... رہے۔

آنکھیں بند کرتی تو ابو کا خون آلود چہرہ اس کی آنکھوں میں آجاتا اور وہ چیخیں مارتی اٹھ جاتی پھر اپنے دھاڑیں مار مار کر روتی کہ کسی کے بھی سلانے سے نہ چپ ہوتی۔ البتہ اگر بڑے بھیا ہوتے تو پھر ان کے لیے اسے چپ کرانا مشکل نہ ہوتا۔ اب تو دانیال بھی اس کا دوست بن گیا تھا۔ کبھی بھی اس سے نہ لڑتا۔ اب سب سے خیال رکھتی ہے بیچاری صدقے جاتیں سب ناز نخرے اٹھاتے۔ "نانا نے" آپا اس کا دل بہلانے رکھتیں مگر اس کی چپ نہ ٹوٹتی۔ اس کے ننھے سے ذہن کو یہ صدمہ بہ مشکل بھلانے نہ ہوتا کہ اس کے ابو اب کبھی واپس نہیں آئیں گے۔

"ابی ابو کو میری یاد نہیں آتی۔ وہ مجھے کیسے چھوڑ کے ہوتے ہوں گے وہ تو میرے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔" وہ سوال کرتی جاتی اور روتی جاتی تھی۔

⚬ ⚬ ⚬

چاہے بہت کچھ کھویا تھا وہاں کچھ پایا بھی تھا۔ وہ جلد نہیں تو دھیرے دھیرے سنبھل بھی گئی تھی۔ وقت ہر زخم کو مندمل کر دیا کرتا ہے وہ پھر بھی کی اتنے سارے لوگوں کی اتنی خاص محبتوں نے اسے سنبھال دینے والا تھا۔ چچی نے اسے دانیال کے ساتھ ہی اسکول میں داخل کروا دیا تھا۔ دانیال کا اسکول دور تھا مگر وہ چاچو اس کے لیے واپسی پہ کچھ ضرور لاتے۔ بڑے بھیا تھے جو شروع سے ہی اسے بہت زیادہ اچھے لگا کرتے تھے اب کچھ اور بھی زیادہ عزیز ہو چلے تھے کہ وہ لاڈ بھی تو بہت اٹھاتے تھے اپنی پڑھائی سے وقت نکال کر ہر روز شام کو اسے گھمانے لے جاتے اور واپسی پر آئسکریم کھلانا ان کی عادت بن چکی تھی۔ اس وقت گھر میں بہت خاموشی تھی وہ کب سے بھولی بھٹکی سی چل پھر رہی تھی۔ والوں کی ... اکیلی اکیلی ... اسے احساس محسوس ہوتی تھی کہ سب کچھ یونہی چھوڑ کر اٹھ گئی۔ گردن موڑ کر بھائی کی طرف دیکھا جو دوسری طرف تھا وہ بے فکر ہو کر باہر آگئی ورنہ ضرور وہ ڈانٹ کر اسے ساتھ لے جاتیں۔

بڑے کمرے میں آکر اس نے بڑے بھیا کے کمرے کی طرف جھانکا کھڑکی سے اندر جھانکا اور حسب معمول خالی پایا۔ ان کی کرسی اور کمرہ خالی تھا۔ یہاں تک کہ وہاں کبھی قالین تک وہ ان کی غیر موجودگی میں ان کی کرسی پہ بیٹھ کر کتاب گود میں رکھ کر زور زور سے کرسی کو آگے پیچھے جھلاتی رہتی۔ فاطمہ کا دل اسے دیکھتے ہی اچھل کر حلق میں آجاتا کہ ابھی وہ ضرور پیچھے کو گرے گی۔

"کیا بات ہے گڑیا یہاں کیوں بیٹھی ہو۔" فاطمہ قریب آکر پوچھتیں۔ وہ بیٹھی گئی تھی جن کے دونوں اطراف میں لگے ہوئے تھے ایسے میں اچانک بڑے بھیا جانے کہاں سے نکل آتے۔ فاطمہ کے جواب میں مسکرا کر نفی میں سر ہلا دیا تو وہ اسے اپنے ساتھ لے کر خود باہر نکل گئے۔ فاطمہ وہیں بیٹھے اسے جاتے دیکھتی رہیں۔ جب وہ دروازے سے باہر نکل گئے تب وہ ان کے کمرے میں آگئی۔ کمرے میں پنکھا بھی چل رہا تھا نیم تاریکی میں ٹھنڈک کا احساس غالب تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے بیڈ پر گر کر سونے کا کہہ جاتے ان کی موٹی سی کتاب میز پر اوندھی پڑی تھی اس کے پاس ان کی عینک اور وہ کرسی بھی تھی جو ان کے بیٹھے ہوئے کی طرح جھلایا کرتا تھا جانے کیا دل میں جاگی کہ وہ کرسی پہ بیٹھ کر کتاب گود میں رکھ کر اس کے باریک باریک الفاظ پڑھنے کی کوشش کرنے لگی۔ اس نے چند لمحے رک کر کچھ سوچا پھر دونوں پیر سامنے میز پہ ٹکائے اور پیچھے کی طرف جھلا دیا۔ کرسی ایک دم الٹی اور اس کا سر جا کے پیچھے کتابوں کے ریک میں لگا۔ سر پہ لگی تھی چوٹ کہ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھا گیا پھر ایک دو موٹی اور بھاری کتابیں بھی ریک سے پھسل کر اس کے اوپر آن گریں۔ اس کے بدحواس ہوتے دماغ نے چیخنے کے قابل بھی نہ چھوڑا اسی پل البتہ اندر آتے ہوئے دل کے ٹکڑے ضرور بہت پھاڑنے لگے وہ بے حد گھبرایا ہوا تھا۔

"درد تو نہیں ہو رہا؟" بڑے بھیا کا ہاتھ اس کے سر پہ تھا تب اس کے آنسوؤں کو بریک لگا۔ بڑے بھیا کے

گے بڑھ کر فاطمہ کو اٹھا کر کھڑا کیا اور سر سہلاتے ہوئے پوچھنے لگے۔

"زور سے چوٹ تو نہیں لگی۔" فاطمہ کو بہت زور کا رونا آیا تھا مگر اس وقت بمشکل ضبط کر کے نفی میں سر ہلا دیا۔ بڑے بھیا نے نیچے گری کتاب اٹھائی پھر سلور فریم کے شیشے کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔

"شکر ہے بچ گئیں۔" انھوں نے اپنی چھڑی گری ہوئی سی کی اس کی بہت پیار سے متوجہ ہو گئے۔

○ ○ ○

"تم سبجیکٹ کون سے لو گی۔" کچھ دن پہلے ہی اس کا میٹرک کا رزلٹ آیا تھا اور اس نے شاندار نمبر لیے تھے بلکہ لاریب جو اس سے ایک سال آگے تھی فیل ہو جانے کی وجہ سے اب اس کے ساتھ ہی میٹرک کر رہی تھی اور ان تین سالوں میں وہ اہم تبدیلیاں آئی تھیں بڑے بھیا کا ایم بی اے مکمل ہو گیا تھا اب جاب کر رہے تھے جبکہ جاسمین آپی کی بہت اچھی جگہ شادی ہو گئی تھی۔ ان کا ایک پیارا سا بیٹا بھی تھا۔

"تم نے بتایا نہیں سبجیکٹ کون سے لو گی۔" دانی نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔

"بڑے بھیا سے پوچھوں گی۔" اس نے سادگی و متانت سے کہہ کر دانی کو چڑا دیا۔

"بڑے بھیا، بڑے بھیا، کبھی کوئی مشورہ مجھ سے بھی لے لیا کرو۔" وہ چڑ سا گیا تھا۔

"بڑے بھیا بہت عقل مند ہیں۔" فاطمہ کو اس کا انداز اچھا لگا تھا جبھی چڑانے سے باز نہیں رہی۔

"اور ہم تو گھاس ہی چرتے رہے ہیں۔ سو لاکھ میں تم سے ساتھ نہ کرنے والا ہوں [illegible] ہماری قدر ہی نہیں۔"

وہ چمکتے ہوئے نکلا۔ لاریب کا ایڈمیشن بھی لاریب کے ساتھ ہی ہو گیا۔ اس لیے وہ تیار ہوئی تو دانی [illegible] لینے تیار ہوا تھا۔

"تم بھی چھوڑنے جاؤ گے۔" وہ لاریب کے ساتھ سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گئی تھی۔

UrduPhoto.com

"اچھا بڑے بھیا نے کہا ہے۔" اس نے منہ بنا کر کہا تو دونوں ہنس پڑیں۔

"دونوں کو درمیان سے چھوڑ کر تو واپسی پہ کوئی فیس نہ لے گئے۔" انہوں نے دونوں پہ شفقت بھری نگاہ ڈال کر دانیال کو تنبیہ کی۔

"او ڈونٹ وری۔" کارب کے کندھے پہ دانیال نے منہ بگاڑ کر کہا۔

"آپ بھی مجھے ہی ایسا کہیں گے۔"

"ٹھیک ہے بہت تنگ لگ۔" بڑے بھیا دونوں تنگ کر چلے گئے۔

"لگتا ہے چنچل نہیں کسی کے ویلے پہ جا رہے ہیں۔" بائیک اسٹارٹ کرتے ہوئے دانیال نے پوچھا تھا۔

"دانی ڈرائیونگ کا خیال نہ بھی کریں تب بھی اسے ہی پہنچ ہم اور [illegible] لیں گے۔" فاطمہ نے فوراً بڑے بھیا کی حمایت کی تھی اور دانیال کو چڑا کے رکھ دیا۔

"ویل اپنے بھی دنیا سے انوکھے چند ہم نہیں لگتے ہیں۔"

"ابھی تم کیوں بیٹھے ہو۔" فاطمہ کو اسے چڑا کے مزہ آنے لگا۔

"بیٹھو ورنہ میں چھوڑ جاؤں گا۔ پھر جاتی رہنا بڑے بھیا کے ساتھ۔" وہ سر جھٹک کر زور زور سے ہی ہارن دے کر بائیک اسٹارٹ کر چکا تھا۔ وہ دونوں گھبرا کے گاڑی [illegible] جلدی سے [illegible] کر بیٹھ گئیں۔

ابھی [illegible] ہاتھ [illegible] اتری تھیں امی نے ان پہ آیۃ الکرسی پڑھ کر ان پہ پھونک مارنے کے بعد اللہ کے سپرد کرتے ہوئے تب تک انہیں دیکھا جب تک ان کی بائیک گلی کا موڑ نہیں مڑ گئی۔

"ابھی [illegible] نے [illegible] کے مستقبل کے بارے میں [illegible] ہے۔ [illegible] میں [illegible] بھی [illegible] رہی ہیں۔ [illegible] کی [illegible] کی آواز آئی تھی۔ بڑے بھیا کچھ فاصلے پہ بیٹھے تھے۔

انہوں نے دیکھا [illegible] تھے۔

"اس کا مطلب ہے کیا؟" امی کا چھری والا ہاتھ رک گیا۔ پھوپھو نے رک کر بھیا کی طرف دیکھا جن کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی اور وہ پھوپھو کا اشارہ سمجھ گئے تھے بھی کھنکار کر بولے تھے۔

"دیکھیں پھوپھو آپ ہماری بہن ہیں۔ صرف ہم اور ارسلان ہی نہیں ہم نے تو ہمیشہ فاطمہ کو بھی اپنی بیٹی ہی سمجھا۔ میرا خیال ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہمیں کھل کر بات کر لینی چاہیے جو میں اور تمہاری بھابی بہت عرصے سے دل میں چھپا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ فاطمہ اور دانیال کی آپس میں انڈر اسٹینڈنگ بھی کافی ہے ورنہ تو خیر فاطمہ سے کافی بڑا ہے۔ تبھی ہم نے بھی اس کے بارے میں نہیں سوچا اس کا افسانہ الگ ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ فاطمہ اس گھر سے اب کہیں جائے بھی سکے بھی ہماری بیٹی ہی رہے گی۔ اب تم مت سمجھنا کہ ہم نے تمہاری جائیداد کے لالچ میں کوئی ایسی بات کی ہے۔" انہوں نے اپنی بات کے اختتام پہ قدرے شرارت سے ہنس کر کہا تو پھوپھو حیران حیران سی انہیں دیکھے گئیں۔

"کیسی بات کر رہے ہیں بھائی صاحب میں تو ایسی بات سوچ بھی نہیں سکتی۔"

"تو پھر تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا۔" بھابی نے شرارت سے پوچھا تو انہی نے بھرپور آسودگی سے مسکرا دیں۔

"اعتراض کیا؟ آپا بلکہ میری تو دل کی خواہش پوری ہوئی ہے۔" امی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور ایک دم پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔

"اگر اس کے ابو زندہ ہوتے تو خود بھی کہہ دیتے اپنے بڑے کا اب تمہیں سے سہارا ہی ہو۔"

"مسعود صاحب" پھوپھو گھبرا کر ان کے پاس آئیں اور انہیں لپٹا کر تھپکنے لگیں۔ بڑے بھیا نے تیزی سے اپنی [illegible] کا اظہار کیا تب وہ سنبھلیں۔

"یہ تم کیا کر رہی ہو سوئیں لے رہی ہو۔" دانی کی آواز میں [illegible] ہوتے ہوئے پکارا تھا اور اس گھر کی بات

ں گر تھری وہیں کھڑی رہ گئی تھی حتیٰ کہ وہ خود اداس ہو گئی۔

"تمہارے چہرے پہ ہوائیاں کیوں اڑ رہی ہیں۔"

"یہ اور لے جاؤ یہ بھی۔" وہ مڑ کے اس کے ہاتھ میں تھما کر وہیں سے بھاگ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

"دانیال اور میں… دانیال کے ساتھ میری شادی۔" ابھی ہوئی تھی اور دل میں بھی عمر کے شوخ جذبے انگڑائیاں لے رہے تھے۔ رات کو جیسے حیا سے پڑھتے بھی کی ان ہی الجھنوں میں جاگتی رہی۔

"دھیان کہاں ہے تمہارا۔" انہوں نے بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھا وہ اس چہرے پہ جانے گی۔

"اوہ نو۔" انہوں نے اس کے ہاتھ پہ چپت ماری تو وہ کھسیانی ہو کر ہنس دی۔

"مسئلہ کیا ہے۔" انہوں نے کتاب بند کر دی اور سیدھے ہو بیٹھے مجھے لگ رہا ہے تو ہمارے سٹے بیٹھ ابھی کے ساتھ ڈسکس کیے تھے۔

"آج پھپھا جان نے بہت عجیب بات کی امی سے آپ بھی تو وہیں تھے۔" اس نے آخر میں کچھ شاکی ہو کر انہیں دیکھا۔ اس کے انداز کو دیکھتے ہوئے بھیا سمجھ گئے کہ وہ اس کا مسئلہ شاید ان کے سمجھ گئے تھے بچوں کی طرح۔

"تم خود سوچو کہ یہ بات ہوئی بہت اچھی ہوئی ہے ہمارے لیے اس سے بڑی خوشی اور ہو ہی نہیں سکتی کہ تم ہمیشہ ہمارے پاس رہو گی لیکن ابھی بہت وقت باقی ہے دانی اور تمہیں ابھی اپنی تعلیم مکمل کرنا ہے پھر دانی کی جاب ہے۔ یوں سمجھو ابھی تو بات ہوئی ہی نہیں سوچو تم ہو وہی دانیال اور وہی تم لوگوں کی پرانی دوستی نئے رشتے نے تو ابھی پنپنا ہے اور اس کے بعد بہت لاڈ میں دانیال سے بھی بات کروں گا۔ حسن کا ہماری ... ان کے ... تھا وہ ... سمجھو ... تھے اور ... دانیال اب ... اس لیے دونوں کا رویہ ... عمر ... سمجھ لیا ہے ... لوگ ہی جانتے تھے جیسی لفظی ہوا انہیں جتنی تھیں اور خوشبو ... دونوں نے نئی محبت

کے راستے پہ قدم دھر دیے تھے۔

○ ○ ○

پھر ایسے ہی کئی اور مصروف بہت سے دن گزرتے چلے گئے مگر اسے شاید خوشیاں راس نہیں آتی تھیں۔ ابھی تو ایک شام ہی کو علاج ہوا اور اگلی صبح وہ ابھی ہی نہیں تھیں۔ بھلا کوئی یوں چٹ پٹ بھی جاتا ہے۔ وہ چیخ چیخ کر انہیں بلاتی رہی مگر ان کی آنکھیں نہ کھلیں۔ اور وہ اسے چھوڑ کر اوپر کے سفر پہ چلی گئیں اور اس صدمے سے ابھی وہ سب سنبھلے بھی نہیں تھے کہ پھپھا جان کو ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ اسپتال لے جاتے راستے میں ہی دم توڑ گئے۔ پے در پے ہونے والے ان صدموں نے پھپھو کی کمر توڑ ڈالی۔ ان کا دل برداشتہ ہو گیا کہ خود بستر سے جا لگیں۔ وہ لورالائی الگ وحشت زدہ سی نظر آتیں۔ دانیال بھی گم صم رہنے لگا۔ ایسے میں بڑے بھیا اور بھابی آپی ہی انہیں سنبھالا کرتیں۔ گھر کے در و دیوار مکینوں کے چہروں سوچوں اور باتوں پر موت کا سناٹا چھایا تھا سب کچھ اتنا ساکت ساکت تھا۔ رات کو وہ تکیے میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ آنسو بہایا کرتی صبح اٹھتی تو آنکھیں شدت گریہ سے سوجی ہوتیں۔

"کوئی نہیں جاتا تمہارے اگزامز نزدیک ہیں۔" دانی نے آ کر اسے چونکایا اس نے نظریں اٹھائے بغیر کتابوں میں جھکنے لگی۔

"یہیں بیٹھ کر پڑھو گی تم ہی تو احتحان۔"

"نہیں دینا مجھے امتحان کیا کروں گی پڑھ کر کیا کروں گی پڑھ کر امی مجھے کیوں چھوڑ گئیں میں تو کچھ بھی نہیں تھی ان کے بغیر۔" وہ ایک بار پھر زور زور سے رونے لگی۔

"فاطی اس طرح بہت رونے سے اللہ ناراض ہوتا ہے پگلی یہ رشتے بھی اللہ کے عطا کردہ ہیں اللہ کی امانت ہیں رکھنے والا آخر واپس لے لے تو ہمیں احتجاج کا کیا حق پہنچتا ہے بھلا پلیز خود کو سنبھالو دیکھو صرف تم ہی تو نہیں ہو ہمارے ابا بھی نہیں رہے ہیں ہم بھی تو ہیں دنیا کی ... کے بھی پیچھے

"جانے سے روکتا نہیں ہے تم اس طرح اپنا نقصان ہی کرو گی جو ٹھیک نہیں ہے۔" بڑے بھیا نے اسے کاندھوں سے تھام کر رسانیت سے سمجھایا تھا وہ جانتے تھے کہ یہاں آ کر کے فاطمہ نے لب بھینچ کر سسکیوں کا گلا گھونٹ دیا آنسو بھری آنکھوں سے انہیں دیکھا تو انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے سر پہ رکھ دیا تھا۔

"فاطمہ بہت بہادر لڑکی ہے۔" وہ بہت ضبط سے مسکرائے تھے فاطمہ نے سر جھکا دیا تھا۔

○ ○ ○

اس کی رات پہلے کی طرح شاندار نہیں تھی جیسے میں وہ جس اذیت کرب سے گزری تھی بڑے بھیا کو اس کا اندازہ ہو جاتا تو قیمت کا اندازہ لگاتے اس کی طرح پہلی بار بے چین ہوتی۔

"میرے دو بس بالکل بھی اچھے نہیں تھے بڑے بھیا۔" وہ بڑے بھیا کا ہاتھ گرفت لیتے ہوئے ہچکچائی تھی۔

"ڈونٹ وری اگلی مرتبہ بہت اچھا آئے گا۔" انہوں نے مسکرا کر اس کا سر تھپکا تھا۔

"چلو میرے ساتھ۔" وہ ڈنر کے کھانے کی تیاری لاریب کے ساتھ کر رہی تھی جب دانیال نے اندر آ کر ایکدم اس کا بازو پکڑ کر اپنے ساتھ کھینچا۔

"کہاں۔" وہ کھنچ رہ گئی مگر دانیال کچھ بتائے بنا ساتھ کھینچ لے گیا تھا۔

"آخر تم لوگ کیا۔" وہ جانے کیا عالم تھا مگر خیر ادا ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہی تھی جبکہ اب اس کا ضبط جواب دے گیا تھا وہ تو یہ سمجھ کر خوش ہو گئی تھی کہ بڑے بھیا کی طرح وہ بھی اسے گفٹ دے کر خوش کر دینے کے لیے لائے ہیں۔

"بس اب تم چلو لاریب اکیلی کچن میں کھانا بنا رہی ہو گی مجھے ..." اس نے انگلی اٹھا کر کہا۔

"ہاں چلو میری شاپنگ تو پوری ہو گئی۔" دانیال نے شاپر سنبھالتے ہوئے کہا تو وہ مڑ گئی۔

"تم مجھے آفر کیوں دے رہے تھے اپنے ساتھ۔"

"اف آپ زندگی میں کبھی ہمیں اچھے سے شاپنگ کروا دیتے ہیں۔" دانیال نے مسکرا کر کہا تو وہ فاطمہ کی جان جل کر خاک ہونے لگی۔

"ایسی شاپنگ جس میں صرف تمہاری ہی چیزیں ہوں گی مجھے کچھ بھی نہ لے کر دو گے تم۔" وہ دور سے بولی۔ دانیال ہنسنے لگا۔

"اچھا اس وجہ سے موڈ آف تھا یار خفا کیوں ہوتی ہو چلو تمہیں بھی کچھ نہ کچھ لے دیتے ہیں۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہرگز نہیں اب بس گھر چلو اف تمہیں کیا احساس ہے تم احساس ہی نہیں ایک بڑے بھیا ہی ہیں جو میرا خیال رکھتے ہیں۔" اس کی آنکھوں میں اس بے قدری اور نظر اندازی پہ آنسو آنے لگے دانیال نے بھی اصرار نہیں کیا اس کے ایک بار کے انکار پر ہی گاڑی گھر کی طرف موڑ دی وہ تمام رات ایسی ہی روتی رہی تھی۔

"اتنی جلدی آ گئے تم لوگ میں تو سمجھی آج شام کو ہی لوٹو گے۔" لاریب نے انہیں دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا تھا۔

"تمہاری ہمدردی میں موڈ آف رہے تھے محترمہ کو بھاگی آئی ہیں شاپنگ ادھوری چھوڑ کر آنا پڑا۔" دانیال ایک ساتھ دونوں کو جتا کر کمرے میں چلا گیا جبکہ کھولتے ہوئے ذہن کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے فریج سے ٹھنڈا کولڈ ڈرنک نکال کر گھونٹ گھونٹ پینے لگی اور جب کھانا کھانے کے بعد سونے کے ارادے سے اپنے کمرے میں گئی تو ٹھٹک گئی۔ بیڈ پہ عین سامنے خوب صورت سا گفٹ پیک پڑا تھا۔ وہ حیران ہو کر آگے بڑھی اور کارڈ کھول کر پڑھا۔

"ایک معصوم سی لڑکی کے لیے جو کوئی بھی اندازہ لگانے میں بہت جلدی کرتی ہے۔" اس کے تاثرات ایک دم بدل گئے لبوں پہ خوب صورت مسکراہٹ بکھر گئی۔ گفٹ کھولا اس کی پسندیدہ ترین کتابیں تھیں انہیں دیکھتے ہوئے اس کی آنکھیں بھر بھر آنے لگی تھیں۔

○ ○ ○

پھر خوب صورت سا سارا دن گزر گیا۔ مغرب کی نماز پڑھ کر وہ اب ... میں بیٹھ کر جیا کی ... لگ رہی تھی۔ اکمل اور ... سا کرتا ... بیٹھی تھی کہ جب لاریب پھوپھو کا ان سے ... شیشے کا تھال لیے چلی گئی۔

"کیا ہو رہا ہے۔"

"بیٹھو کیوں۔" وہ ایک دم ہنسی۔

"نہیں اس کی کیا ضرورت ہے۔ بھی اسے تو خوب صورت ... نرم اور گداز سے گول گول ہاتھ۔" لاریب کو اس کی خوب صورتی پہ بہت رشک آیا کرتا تھا۔

"خوب صورت چیزوں کی اگر تعریف کی جائے تو وہ اور خوب صورت ہو جاتی ہیں۔" عالیہ نے فلسفہ جھاڑا۔

"تم نے لڑکی کی تصویر دیکھی۔" لاریب نے پاپ کارن کھاتے ہوئے ایک دم چونک کر پوچھا۔

"کون سی لڑکی کی۔" وہ تو کے سے ... کرنے میں مصروف تھی۔

"وہی جس سے بڑے بھیا کی بات طے ہو رہی ہے۔"

"نہیں میں تو پھپھو کے ساتھ جا کر اسے دیکھ کے آئی، لڑکی کی تصویر میں تو دھوکا بھی ہو سکتا ہے اور ہم کسی دھوکے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ بڑے بھیا کی شریک حیات کو ان کی طرح خوب صورت اور باوقار تو ضرور ہونا چاہیے۔"

"وہ پھر کل جا رہے ہیں اب جلدی یہ معاملہ ...۔" لاریب کے کہنے پہ وہ ایک دم سے پوچھ بیٹھی۔

"کتنا مزہ آئے گا لاریب جیا کی شادی ہوگی۔ ... شادی ... اکمل ... بھی ... ہے۔" لاریب کے کہنے پہ اس نے بغور اسے دیکھا۔

"سچ کہوں ..."

"پتا نہیں ہے۔" لاریب نے کندھے اچکائے تھے۔

"میں بات کروں گی ان سے ان کی شادی ہو جانے سے گھر میں رونق ہو جائے گی پھپھو کا بھی دل بہل جائے گا ان کے بچوں کے ساتھ۔" وہ ایک دم اداس نظر آنے لگی لاریب چپ رہی تھی۔

○ ○ ○

یک زندگی رواں دواں خوب صورت لمحے، محبت زندگی اس سے زیادہ خوب صورت ہو ہی نہیں سکتی اللہ سے اور کیا مانگا جا سکتا ہے سب کچھ تو دے دیا تھا۔ بڑے بھیا کی منگنی عائشہ سے ہو گئی تھی۔ عائشہ اردو ادب میں ماسٹرز کر چکی تھی اور آج کل ایک کالج میں لیکچرار تھی۔ بے حد چارمنگ طرحدار اور باوقار سی لگی تھی جیسا ان سب نے چاہا تھا بڑے بھیا کے ساتھ اس کی جوڑی بے حد پرفیکٹ تھی۔ منگنی بہت دھوم دھام سے ہوئی تھی۔ شادی چھ ماہ بعد ہونا تھی۔ لاریب اور عالیہ نے تو ابھی سے تیاری شروع کر دی تھی۔ اس روز بھی بڑے بھیا آئے تو عالیہ لاریب کے ساتھ فیشن میگزین سامنے پھیلائے ملبوسات کے ڈیزائن ... کر رہی تھی۔ پھپھو کچھ فاصلے پہ ... کے سارے ... ٹی وی دیکھنے میں مگن تھیں۔

"کیا لاؤں بڑے بھیا۔" لاریب انہیں دیکھتے ہی فوراً اٹھی تھی۔

"نہیں بس ایک کپ چائے وہ بھی بہت اسٹرانگ سی۔" انہوں نے بیگ صوفے پہ پھینک کر اپنے کمرے کا رخ کیا تھا۔

"بیٹا طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔" امی نے ریموٹ سے ٹی وی کی آواز کم کر کے تشویش سے ان کا چہرہ دیکھا۔

"جی۔" وہ مختصر جواب دے کر کمرے میں چلے گئے۔

"کھانا کیوں نہیں کھایا بھیا بھوک کے ... نہیں ... اور دیکھے تو عائشہ بھابھی کا فون آیا تھا آپ کا سیل نمبر بند ... تھا ... تو دے دیں۔" وہ ان کے

پیچھے بھاگی ہوئی آئی تھی۔ انداز میں شوخی و شرارت جھلک رہی تھی۔ بڑے بھیا چلتے ہوئے ایک دم رکے تھے۔ وہ بروقت سنبھل گئی ورنہ ان سے ٹکرا جاتی۔

"فاطمہ ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں ہوتا، اب چپ کر کے کمرے میں جاؤ۔" ان کے لہجے میں نہ تو درشتگی تھی نہ ہی تیزی وہ تھی۔ اس کے بعد وہ فاطمہ سن سی کھڑی رہ گئی۔ بڑے بھیا کے کمرے کا دروازہ کھٹ سے بند ہوا تھا۔

"کیا ہوا، کیا بھی کسی نے اسٹاپ کر دیا ہے۔" لاریب جو کسی کے ساتھ وہاں آگئی تو اسے دیکھ کر ہنسی تھی۔ اس نے جواب میں کچھ کہنا چاہا مگر لاریب وہاں رکنے کے بعد اندر جا چکی تھی وہ ابھی وہیں واپس پلٹ گئی تھی۔

"بہت اچھا ہوا اب جا کے تمہیں میری قدر ہو گی مجھ سے میری دعاؤں کی قبولیت ہے۔" دانیال نے اچانک سے اطلاع کی تھی۔

"کیا مطلب۔" وہ اچانک سے حیرت سے چونک گئی۔

"دانی میں تمہیں نہ چھوڑوں گی۔" وہ تلملا کر اس کے پیچھے بھاگی۔ دانیال نے اسے پورے لان کا چکر لگوایا تھا جب ہانپنے لگی تب ہاتھ پکڑ کر بٹھاتے ہوئے بظاہر ہمدردی سے بولا۔

"ویسے اگر بڑے بھیا شادی کے بعد بدل گئے تو تمہاری آئس کریم کا خرچ کون اٹھائے گا۔"

"تمہیں صرف آئس کریم کی فکر ہے۔" لاریب نے جتا کر دانیال کو گھورا۔

"نہیں مجھے بھابھی کی بھی فکر ہے۔" وہ واپس گھومنے لگا جبکہ فاطمہ کسی گہری سوچ میں گم ہو چکی تھی۔

○ ○ ○

"کیا ہوا فاطمہ میں محسوس کر رہی ہوں کچھ دنوں سے تم بجھی بجھی ہوئی ہو۔" لاریب نے اس کے برابر بیٹھتے ہوئے اچانک سوال داغ دیا تھا۔ وہ چپ رہی اور روتی چلی گئی۔

"دانی سے لڑائی ہوئی ہے؟"

"نہیں۔" اس نے سر کو نفی میں جنبش دی۔

"پھر کیا ہوا ہے، تم نے کیوں منہ بنا رکھا ہے۔"

"دیکھو میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں ان دنوں موٹی ہو رہی ہوں پہلے والے سارے کپڑے تنگ ہو چکے ہیں۔" لاریب نے منہ لٹکایا تھا۔

"تم نے دیکھا بڑے بھیا ابھی سے بدل گئے شادی کے بعد تو۔"

"ارے ارے۔" اس کی آنکھوں میں بڑے بڑے آنسو دیکھ کر لاریب گھبرا گئی۔

"[illegible]"

"انہوں نے مجھے ڈانٹا اور نہ ہی پہلے کی طرح سے وہ تو مجھ سے بات کرتے ہیں نہ ہی پہلے کی طرح خیال رکھتے ہیں۔" وہ پھر رونے کو تیار تھی۔

○ ○ ○

پھر صرف فاطمہ نے ہی نوٹ نہیں کیا دانی، لاریب کے ساتھ ساتھ پھپھو نے بھی بڑے بھیا کا بدلا ہوا انداز محسوس کیا تھا اور تو اور تائی آیا اور ان کے دونوں بیٹوں نے بھی ابھی وہ اس پر بولتے [illegible] خود بھی نہ [illegible] طرف سے منگنی توڑنے کا اعلان کر دیا گیا اور وجہ یہ بتائی گئی کہ لڑکی اس رشتے پہ راضی نہیں ہے۔ وہ سب ششدر رہ گئے تھے۔ لاریب اور فاطمہ نے تو باقاعدہ آنسو بہائے تھے پھر جھولیاں پھیلا کر بد دعائیں بھی دے ڈالیں تب بھی دکھ کم نہ ہوا تو پھپھو کے پاس آکر ماتم کے طور پہ [illegible] کرنے لگیں۔

"مگر اب ہم وہاں کیا کرنے جائیں، جب کوئی رشتہ ناتا ہی نہ رہا۔" پھپھو غصے کے ساتھ ساتھ توہین اور دکھ سے بھی نڈھال کیا ہوا تھا۔

"ہم ان سے پوچھیں گے آخر کیا سوچ کر انہوں نے ہمارے بڑے بھیا کو انکار کیا وجہ کیا ہے؟" فاطمہ بھڑکی تھی۔

"بس کرو یہ فضول کے وہم کوئی وہاں نہیں جائے گا اور خیر وہ تو کل کے بعد ہی کسی کے حد کے اس موضوع پہ کوئی بات سنوں نہ تو یہ جو جیا نے اچانک آکر بات چھیڑی اور سو تو انھیں لگا وہ سب چپ ہو کر ان کی شکل دیکھتے ہوئے وہ دکھ تلاشنے لگیں جو ان کے خیال میں ان کے چہرے پہ ضرور نظر آ رہا ہوگا۔

○ ○ ○

مگر یہ ان کی خام خیالی تھی جیسے ہی پھپھو نے رشتہ کرنے والی خالہ کے جاتے رشتے کو ٹھکرا دیا جانا چاہا ویسے ہی جیا نے بہت شدید رد عمل دکھاتے ہوئے...

"ہرگز نہیں امی... ابھی تو نہیں ابھی کوئی میری شادی کا نام بھی نہیں لے گا۔" فاطمہ نے دیکھا ان کا سنہری چہرہ غصے کی زیادتی سے سرخ ہو رہا تھا۔

"اماں میں نے کہہ دیا نا پلیز۔" انھوں نے اتنی نفرت سے کہا تھا کہ اماں بس ان کی صورت تکتی رہ گئیں۔ فاطمہ کو تو خیر بولنے کی ہمت ہی نہ ہوئی تھی ان کے اتنے سخت تیوروں کو دیکھتے ہوئے۔

"لگتا ہے جیا نے دل پہ لے لیا ہے سلسلہ تو واقعی بہت ہوئی ہے ان کی شاید محبت بھی کرنے لگے ہوں۔" وہ سوچ کر افسردہ ہوتی رہی جانتی تھی ایک بار پھر سے غصہ کرنے لگا تھا جس نے پیچھے سارا کام بگاڑ دیا تھا۔ وہ لان میں ٹہل رہی تھی جب جیا کو اس نے گاڑی سے اتر کر اندر کی جانب جاتے دیکھا... ان کا... اور... ہی... بھی... سے... مغموم سر لٹکائے... اتنے لگے اور ملال اتنا گہرا اتنا شدید تھا کہ اسے چاہتے ہوئے... اپنی جگہ سے اٹھی اور بھاگتی ہوئی ان کے پیچھے چلی گئی۔

"... جیا پلیز آپ فیصلہ کریں... آخر کون نہیں... کون سی چیز... ان کی چاہ... میں آپ کے لیے۔"

"فاطمہ۔" وہ زور سے دھاڑے ان کی آنکھیں ایک دم سے ... گئی تھیں۔

"نکل جاؤ یہاں سے۔" اتنی زور سے چنگھاڑنے کے بعد انھیں لگا وہ... کہ... وہاں سے بھاگ گئی مگر لاؤنج کے... پہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

"میں تو ہمدردی کر رہی تھی ان سے لے کے مجھے ہی ڈانٹ دیا۔"

"ہمدردی یا اپنا الو سیدھا کر رہی تھی۔ احمق۔" دانیال نے دانت کچکچاتے ہوئے گھورا۔

"ثابت ہو گیا کہ تمہاری تمام تر... جیا کے دم سے... انھوں نے تم سے اپنا دست شفقت اٹھایا تم ایک دم گاڑی کی... ہو گئی۔"

"دانی۔" وہ زور سے چیخی۔

"مجھے تو ... قسمت پہ تشویش ہونے لگی ہے کیا ... کا میرا ... ایک ایسی بے وقوف لڑکی سے میری قسمت پھوٹنے والی ہے۔"

"دانی۔" اس نے کشن اٹھا کر اسے دے مارا دانی نے اس کو ... آنکھیں بھرا سانس لیا تھا ورنہ حقیقت یہ تھی کہ وہ خود بھی جیا کے رویے سے الجھ رہا تھا۔

○ ○ ○

پھر دھیرے دھیرے ہی سہی مگر سب کچھ نارمل ہو گیا تھا۔ نہیں ہوا تو جیا کا انداز و رویہ نجانے کیوں فاطمہ کو تو یقین ہو گیا تھا کہ جیا یہ تو... نہیں کیا ہے جو ان کا انکار... یہاں تک کہ پھپھو نے ان کے سامنے ہار مان لی تھی اور چپ سادھ لی تب سب کچھ جیسے معمول پہ آ گیا۔

وہ کمرے میں لائٹ جلنے کے نفاست پسند ہونے حیا
کمرا بھی بکھرا بکھرا سا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی ابھی
کمرہ چھوڑ کے گئے ہوں ان کے جانے کی خوشبو سی تک
فضا میں رچی بسی تھی۔ بے کراں سی کھینچ کر اس نے
اندر آ کر اور جانے کیا سوچ کر سنگھار میز کی سمت بڑھ
گئی تھا اس کمرے میں کچھ بھی ہے کے سائیڈ ٹیبل پر رائٹنگ
ٹیبل اور کرسی پر سب کچھ ویسا ہی تھا جیسے ابھی ابھی
ہوئے حیا نے کتاب ٹیبل پر اوندھا کر کے باہر نکلے ہیں
اور ان کی جگہ دائیں بیٹھا کرسی کو نرم دورے بھلا رہا
ہے۔ وہ بے اختیاری آگے بڑھ کر میز اور کرسی کے پیچھے
ہاتھ پھیر کر بیت آ ہوئے میں بڑبڑائی۔
"انہیں کھو کے بڑے حیا۔ پتا نہیں ہم کسی کو اتنی
شدتوں کی چاہتیں سوچتے ہوئے یہ کیوں بھلا دیتے ہیں
کہ پھر کوئی ان چاہتوں کا عادی ہو کے جینا سیکھ گیا ہے۔"
اس کا دل ایک دم بوجھل ہونے لگا تو سر جھٹک کر خود کو
اس کیفیت سے نکالتے ہوئے پلٹ کر الماری کی سمت
جانے والی تھی کہ رائٹنگ ٹیبل پر پڑی سعد اللہ شاہ کی
کتاب نے پیچھے سے اس کے قدموں کو جکڑ لیا۔ وہ بھی
ان ہی کی نظر تھی جانے رکھنے کے بعد بے اختیار
ہاتھ بڑھا کر کتاب کو اٹھانے سے خود کو کسی طرح بھی
نہیں روک پائی تھی۔
"اوہ تو بڑے حیا بھی بے چارے مریض محبت
نکلے۔" اس کا تجسس، اشتیاق سے پر امید ہونے لگا
مگر اس وقت تو وہ بالکل اچھل کر رہ گئی تھی جب صفحے
پلٹے۔ ایک تصویر کتاب کے بیچ سے پھسل کر
اس کے قدموں کے درمیان جا گری تھی اس نے
جھک کر تصویر اٹھائی تو تصویر اوندھی تھی اور اس
کی پشت پر لکھا ہوا چند اشعار تحریر تھے۔ وہ کھڑے
کھڑے ہی پڑھ گئی۔

جیسی پھولوں کو تمنا رہتی تھی مجھے تم سے اچھا تھا
تم تھی آنکھوں میں عکس اپنا تجھے اچھا تھا

سعد اللہ شاہ کی پوری غزل تحریر تھی نیچے تاریخ
تھا۔ بڑے حیا عاشقی کی وجہ سے نہیں اور شاعری نہیں
کر رہے تھے مگر اب تیمور بھی آ گیا اس نے مسکراہٹ چھپا
کے ہوئے چپکے سے تصویر نکال کر چپکے سے اسی پل کی
سے نزاکت اور جذبات انداز میں جھٹکا کر تصویر اس سے
چھین لی تھی۔ فاطمہ نے چونک کر سر اٹھایا اور پیچھے
دیکھ کے سن ہو گئی۔ بڑے حیا انگاروں کی مانند دہکتی
آنکھوں سمیت اسے گھورتے انتہائی غضبناک تاثرات
لیے کھڑے تھے کہ فاطمہ کی جان ہوا ہو گئی۔
"باؤ ڈرپوک۔" وہ اسے کہیں کے لگ رہے تھے۔
"یہ چوری کی ہے بڑے حیا نے۔"
"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔" وہ بھڑک اٹھے۔
"اور یہ کیا تم میری چیزوں کی چوری کر رہی تھیں۔"
ان کا لہجہ اتنا سخت تھا کہ فاطمہ کو لگا اسے تھپڑ مارنے
سے بھی گریز نہیں کریں گے۔
"سوری بڑے حیا۔"
"گیٹ آؤٹ فرام ہیئر۔" انہوں نے اس کی
بات کاٹ کر چنگھاڑتے ہوئے کہا تو حد درجہ کی توہین اور
ذلت کے احساس سمیت اس کا چہرہ جیسے سرخ ہو گیا تھا
آنکھیں نمکین پانیوں سے چھلک گئیں۔
"اور سنو۔" وہ منہ پہ ہاتھ رکھ کے سسکیاں دباتی
ہوئی پلٹ کر بھاگ جانے کو تھی جب ان کی پکار
نا چاہتے ہوئے بھی رکی۔ البتہ مڑ کر انہیں دیکھنے کی اس
کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔
"آئندہ یہاں آنے کی جرأت مت کرنا خاص طور
پر اس کمرے کی قفل سوچ کے ساتھ۔" وہ دنیا بھر کی
تلخی لہجے میں سمیٹے چنگھاڑ کر کہہ رہے تھے۔ فاطمہ اگلے ہی
لمحے وہاں سے فرار ہو گئی۔

○ ○ ○

"کیا بات ہے بہت چپ چپ ہو۔" دادی کو اس کی
خاموشی ہضم نہیں ہو رہی تھی تبھی ہی آتے ہی فاطمہ نے
جواب میں اپنا کام کرتی رہی۔
"پھوڑے قلا دو یار اور پودینے کی چٹنی۔" وہ اس
کے سامنے اپنا انداز کرتے ہوئے بولا۔

"دانی بیٹے اس وقت جاؤ۔" اس نے سخت بے زاری سے پیچھا چھڑایا۔

"سوری۔" وہ معذرت کرتی اس کی سمت جھکتے ہوئے انداز سے مڑ گئی۔

"سنو بڑے بھیا سے ڈانٹ کھائی ہے نا۔" اور فاطمہ نے تجسس میں آ کر اسے سامنے والا بچہ ہی کھینچ لیا۔

"کہاں کھو گئی ہو۔"

"سنو۔" وہ پلٹ رہا تھا جب فاطمہ نے بے اختیار پکار لیا۔

"ہوں بولو کیا کہنا ہے۔" "فائقہ کا کچھ کرو کیا دانی اس کی شادی ہو گی۔"

"کون فائقہ۔" دانیال الجھن سے اسے دیکھنے لگا۔

"بڑے بھیا کی بھتیجی نما سی اور کون سی فائقہ۔"

"تمہیں اس سے کیا مطلب۔" دانیال کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئیں۔

"مطلب مجھے نہیں بڑے بھیا کو ہے۔ اگر ان کی شادی کرانا ہے تو پھر فائقہ کا کچھ کرنا ضروری ہے اس لیے کہ بڑے بھیا اس کے سوا کسی اور سے شادی نہیں کریں گے۔"

"سنو فاطمہ! یہ کیا مذاق ہے تم۔"

"میں مذاق نہیں کر رہی ہوں دانی کل تو بات سے نکل میں نے بڑے بھیا کے کمرے میں کسی لڑکی کی تصویر دیکھی ہے۔ جس کی ایک سائیڈ پر کچھ اسی قسم کے اشعار لکھے تھے۔" مسکرا کر حظ لینے والے انداز میں بتا رہی تھی جبکہ دانیال ہونق کھڑا تھا۔

"تمہیں یقیناً بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے فاطمہ۔"

"مجھے غلط فہمی نہیں ہوئی اگر میری بات کا یقین نہیں تو جاؤ بڑے بھیا سے پوچھو کہ وہ تصویر کس کی ہے۔"

"فضول مت بولو فاطمہ میں کہہ رہا ہوں نا۔" دانیال نے ڈانٹا تو وہ منہ بنا کر رہ گئی۔

"بہت پیارا لگتے ہوئے نام بڑے بھیا کو مگر،

اتنے بھی پیارے نہیں ہیں۔" "اسے پتا نہیں کب کا غصہ تھا۔"

"میں جا کر لاؤں تم سے بھی بڑی محسوس کر رہا تھا ورنہ تم اس قابل ہو کہ بڑے بھیا کی ڈانٹ چھوڑ کر کھا کر آؤ۔" دانیال غصے سے کہہ کر چلا گیا۔

○ ○ ○

پھر رشتہ کروانے والی ماسی ایک ساتھ ہی دو رشتے لے آئیں دونوں ہی لڑکیاں پڑھی لکھی اور اچھے گھرانوں کی تھیں شکل و صورت بھی ہزاروں میں منتخب نظر آتی تھیں مگر جانے کیا تو ایک لڑکی زیادہ پسند آئی تھی۔

"دیکھو اب بچی کی بات ولید کے ساتھ ابھی تک آپ ولید کو بھی ایک نظر تصویر دکھا دیجئے پھر ہم باقاعدہ رشتے کی بات کریں گے۔" تایا نے اگلا پروگرام طے کیا تو فاطمہ کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ ابھر گئی۔

"مگر ہو سکتا ہے بڑے بھیا کو اعتراض ہو۔"

"کیا مطلب۔" "ان کے ساتھ چاہیے۔" تایا نے بھی چونک کے اسے دیکھا تو پوچھا۔ "یہاں بھی تفصیلات بیان کرنے سے پہلے" مگر دانیال کی سخت تنبیہی نگاہوں سے خائف ہوتی چاہتے ہوئے بھی زبان دبا گئی۔

"چاہتی تم نے جانا نہیں۔" "تایا تو پریشان ہو گئی تھی۔"

"کچھ نہیں تایا یہ ایسے ہی کہہ رہی ہے جاؤ فاطمہ تم چائے تو بنا کر لاؤ میرا سر درد کر رہا ہے۔" دانیال نے فاطمہ کو وہاں سے اٹھایا پھر پھپھو کی طرف دیکھ کر بولا تھا۔

"امی مجھے آج بھی احمد کے گھر جانا ہے پڑھنے راستے میں شاپنگ کروں گا۔"

"خود ہی وہاں جاتے ہو بیٹا کبھی اسے بھی اپنے ہاں بلا لیا کرو۔" امی نے خلوص سے مشورہ دیا تھا مگر دانیال کو برا لگ گیا۔

"امی آپ یہاں کہاں ان اسٹڈی کے لیے جاتے ہیں

UrduPhoto.com

سکون سے رہ سکے یہاں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں میں اس کے ساتھ وہ گھڑی سکون سے رہ سکوں اور سب۔"

"کیا انہیں معلوم نہیں ہو دانی تمہارا گھر کیا اس قابل نہیں کہ تمہارا دوست وہاں بیٹھ کر رہ سکے۔" پاپا نے پوچھا۔

"کیا برا ہے ضیا اور ان کو ایک غیر جوان لڑکے کا گھر میں آنا ہر گز گوارا نہیں ہو گا پھر خاندان میں بھی ہیں۔ پھر اس کے علاوہ احمد بڑے گھر کا بیٹا ہے یہاں وہ بے اطمینان ہی رہے گا۔" اس کے پاس ہر بات کا جواب تھا۔ پھپھو نے خاموشی سے اس کی بات سن لی۔ البتہ کہا کچھ نہیں۔

"کیا تم اپنے گھر کے ماحول سے مطمئن نہیں ہو دانی؟" فاطمہ نے اس کی بات پر کہا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ آہستگی سے کہہ کر اٹھ گیا اب اس سے کچھ کہے بغیر اپنے کمرے میں چلا گیا فاطمہ کو پہلی بار اس کا لہجہ خشک محسوس ہوا تھا۔

☼ ☼ ☼

"مگر تمہیں اعتراض کس بات پہ ہے آخر اور کتنا لیٹ کرو گے بیٹا؟" بڑے بھیا کے صاف انکار نے پھپھو کو حتمی ہی برہم کر دیا تھا۔

"اماں اتنی جلدی بھی کیا ہے پھر یہ لڑکی جسے آپ نے پسند کیا ہے عمر بھی ہے اس کی اماں مجھے سمجھ سا ہی نہیں آ رہا۔" ان کا انداز جھنجلایا ہوا سا تھا۔

"چلو ٹھیک ہے تم دوسری تصویر دیکھ لو یہ لڑکی ماسٹرز کر چکی ہے کسی پرائیویٹ ادارے میں اچھے عہدے پر کام کر رہی ہے۔"

"اماں مجھے ورکنگ وومن سے شادی نہیں کرنا۔" انہوں نے تصویر لینے کو بھی ہاتھ نہیں بڑھایا۔ اماں نے بغور ان کی صورت دیکھی۔

"تم کہیں کسی اور کو تو پسند نہیں کرتے ہو۔"

"اماں۔" وہ خفا ہو گئے۔

"بیٹا ہمیں صرف تمہاری ہی تو فکر نہیں ہے ابھی تمہیں تمہارا اور بھی ذمہ داریاں ہیں۔"

"تو آپ کر دیں۔ ماں میں آپ کو منع کر رہا ہوں۔" وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"مجھ سے پہلے" اماں نے خفگی سے انہیں دیکھا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اماں۔" وہ بے زار ہونے لگے تب اماں خاموش ہو گئیں۔ اگلے روز انہوں نے بھیجے کا انکار پہنچایا تو وہ بھی سوچ میں پڑ گئیں بلکہ یہ تو سوچا بھی نہیں تھا۔

"عجیب سی نسل ہے میرے بچے کا تو دل ہی ٹوٹ گیا۔" پھپھو ملول ہونے لگیں۔

"خیال اگر وہ وقت چاہتا ہے اماں تو دے دیں اسے وقت زبردستی بھی تو نہیں کی جا سکتی آپ دانی اور فاطمہ کا کر دیں۔ بلکہ ایسا کریں اماں سب کے لیے رشتہ تلاش کریں پھر تینوں کی اکٹھے ہی کر دیں گے۔" عثمان کے مشورے پر پھپھو سر ہلا کر کچھ سوچنے لگیں۔

☼ ☼ ☼

دانی آپا کے چلے جانے سے گھر ایک دم خالی خالی سا لگنے لگا۔ دانیال کا فائنل سمسٹر چل رہا تھا وہ دن رات پڑھائی میں بہت مصروف رہتا۔ پھپھو کی طبیعت بدلتے موسم کی وجہ سے خراب رہنے لگی دن ایسے ہی بے کیف سے گزرتے رہے۔ دانی کے ایگزیم بھی ختم ہو گئے اس کے بعد وہ گھر سے غائب ہی رہتا تھا۔ اس وقت وہ اسے بہت دنوں کے بعد اس وقت گھر پہ دیکھ رہی تھی۔ پھر موسم بھی اچھا ہو رہا تھا وہ پکوڑے بنانے کے ارادے سے کچن میں جا گھسی جانتی تھی کہ رم جھم برستی بارش میں دانی کو اپنے پکوان بہت اچھے لگا کرتے تھے۔ تھوڑی دیر میں پکوڑوں کی پلیٹ، کیچپ اور چائے کے کپ لیے وہ کچن سے باہر آتے ہی اونچی آواز میں اسے بلانے لگی۔

"دانی، دانی آجاؤ پکوڑوں کے ساتھ چائے لے لو، ورنہ ٹھنڈے ہو گئے تو اب ایک بھی نہیں ملے گا میرے پکانے کے دوران ہی آدھے چٹ کر گئی ہے سوفی۔" وہ دانیال کے کمرے کے آگے سے گزر کر پھپھو کے کمرے کی سمت بڑھتے ہوئے بولی، جانی بھی اسی وقت کمرے سے نکلا۔

ہوئے حیا بلیک شلوار سوٹ پہنے وہاں سے پانی کے قطروں کو جھاڑتے اس کے پاس سے گزر کر چلے گئے۔ آفٹر شیو لوشن، سگریٹ اور پرفیوم کی ملی جلی خوشبو نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔ اس نے سر جھٹکا اور پھپھو کے کمرے سے اندر چلی گئی۔

"ولید آ گیا؟" پھپھو نے اس کے ہاتھ سے مگ لیتے ہوئے حیا کے متعلق استفسار کیا۔

"جی۔"

"چائے کا پوچھا تھا؟" انہوں نے کپ سائیڈ پہ رکھتے ہوئے کہا تو اس کے چہرے پہ بے زاری سی بکھر گئی۔

"اف پھپھو جانی! لاریب سے کہیے نا، میں پچھلے پورا ایک گھنٹہ کچن میں کھڑی ہو کے آ رہی ہوں۔" دروازہ کھلنے کی آواز سن کر بھی اس نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ [illegible] پھپھو سے دانیال کی آمد کا بتا رہا تھا مگر اس کے پیچھے آتے ہوئے حیا کی آواز سن کر اس پہ ایکدم خجالت کا غلبہ چھا گیا۔

"میرے [illegible] کا چارجر نہیں مل رہا [illegible] نے لیا ہے۔" وہ خفیف سی بیٹھی رہ گئی۔

"تم بیٹھو بیٹا میں لاریب سے پوچھتی ہوں وہی [illegible] کر گئی ہے تمہارے کمرے کی۔" پھپھو نے اٹھتے ہوئے کہا تو انہوں نے بے اختیار آگے بڑھ کر انہیں واپس بٹھا دیا۔

"آپ رہنے دیں امی میں لاریب کو خود دیکھ لیتا ہوں۔" وہ الٹے قدموں لوٹ گئے۔ فائقہ نے ایک گہرا طویل سانس کھینچا اور یوں پھپھو کو دیکھنے لگی جیسے [illegible] ہو انہوں نے اس کی بات کہا تو نہیں [illegible] مگر ان کے چہرے پہ کوئی [illegible] تھا شاید یہ وجہ تھی کہ اس کی [illegible] لگنے کی [illegible]۔

"[illegible]" دانیال نے اس کے برابر نشست سنبھالتے ایک ساتھ تین پکوڑے اٹھا کر منہ میں ڈال لیے [illegible] اور موقع ہوتا تو لاریب [illegible] کرتی مگر اس وقت [illegible] خاموشی سے اٹھ گئی دانیال نے بھری

ہوئی پلیٹ کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کچھ نہ سمجھ پائے لہٰذا اس [illegible] سے تکتے رہے۔

○ ○ ○

افطار ہونے کے بعد [illegible] میں لاریب بے چاری ابھی خاصی تھکن [illegible] بھی گئی کہ [illegible] جانے کے لیے پورا [illegible] کی طرح [illegible] تو ضرور تھک جاتا البتہ وہ ہر طرح سے تھک کر چور ہو جاتی اس [illegible] کے [illegible] تو [illegible] کی [illegible]۔

"لعنت ہے یار [illegible] کولہو کے بیل کی طرح جتے رہو اور تمہیں وہی احساس کے [illegible]۔" اس نے ایک بار پھر [illegible] اور فائقہ کے خیال میں [illegible] کی بڑی وجہ تھی کہ وہ کوئی بھی کام [illegible] دلی سے نہیں کرتی تھی۔ سب [illegible] میں وہ [illegible] لے کر ابھی تو سب [illegible] صاف ستھرا [illegible] تو لاریب پکارنے لگی۔

"لاریب [illegible] جلدی سے سلائی [illegible] میں کھانا تیار کر رہی ہوں۔" فریج سے [illegible] ہوئے تربوز کی بھری پلیٹ نکال کر وہ آرام سے کرسی پہ آ بیٹھی۔

"اچھا لاؤ مجھے دو اور سلائی [illegible] کر لو۔" لاریب پلیٹ جھپٹ کر بھاگ گئی۔ فائقہ پہلے تو حیران ہوئی پھر جھنجلا گئی [illegible] جھنجلاہٹ میں [illegible] تھا تبھی اس نے [illegible] اس کے [illegible] پھر [illegible] اٹھانے سے قبل [illegible] آثار [illegible] کے ساتھ [illegible] اور [illegible] اڑاتے ہوئے [illegible] میں مشغول ہو گئی [illegible] اس کام سے فرصت ملی [illegible] ابھی [illegible] کے ساتھ [illegible] صاف ستھری ہوئی تھی ابھی [illegible] سے اطراف کا

چاہتے ہوئے کر اس نے خود کو خود ہی شاباش دی اور گنگناتے ہوئے پوری توجہ سے دالیں لگانے میں مگن ہو گئی اور اسے ابھی نہ جانا جو ہوا اور دروازہ کھول کر کب وہ اندر داخل ہوا اسے علم ہی نہیں ہوا۔ وہ تو اپنے دالوں سے شغل کر رہی تھی۔ لمبی قمیص کی آستین کہنی تک فولڈ تھی شلوار کے پائنچے بھی چڑھے تھے لیکن جو اس وقت وہ جھلستی ہوئی شام کی سرخی اور کام کی مشقت سے تمتما رہا تھا پسینے کے قطرے اس کے ماتھے کی روشن چمک دار ناک اور خوبصورت حسین بنا رہے تھے۔ لمبے ہونٹوں میں وہ نرم و نازک سی لڑکی جس کی موٹی سی چوٹی پشت پہ بے نیازی کے عالم میں لہرا رہی جھول رہی تھی اور کچھ آوارہ جھولتی ہوئی لٹیں سورج کی روشنی میں چمک رہی تھیں۔

اسے خبر بھی نہ ہو سکی اس کا یہ سادہ سا سحر طاری کر گیا تھا سو کسی غیر ارادی طور پر اٹھی ہوئی نگاہوں کو خود پہ جھکنے کی اجازت ہی نہیں دے سکا تو یقیناً ان گستاخ نگاہوں کی تپش ہی تھی کہ جانے کیسے فرش پر اس کے پاؤں رپٹنے اور اٹھتے ہی گھٹنے کے بل فرش پہ گر پڑی تھی۔ سنبھلنے کے بعد نظر اٹھائی تو عین سامنے بڑے بھیا کے ساتھ وہ اجنبی صورت دیکھ کر اس پر یکلخت خوف طاری ہوا اور بے بسی کا احساس اتنا حاوی ہوا کہ آنکھیں پانیوں سے چھلک گئیں مگر ان دھندلائی ہوئی آنکھوں کے پیچھے وہ بڑے بھیا کی انگارے برساتی نظروں کو ضرور پہچان گئی تھی جبھی چوٹ کی پروا کیے بغیر سرعت سے اٹھی اور اجنبی کی ہمدردانہ نظروں کے تاثرات کو نظر انداز کیے فوراً سے اندر کمرے میں چلی گئی۔

"اف مرجانے کو جی چاہا تھا اس کا" وہ لفظوں میں منہ چھپاتے ہوئے اس نے سوچا ابھی جلدی کیا کمال ہے۔ یہ بھی واقعات ہی ہیں کیوں نہ ہو جائیں انسان ان کا عادی نہیں ہوتا۔ انہی میں سے ایک بے عزتی کا بھی احساس تھا ہر بار نئے سرے سے مرنے کو جی چاہتا۔

ایک بار پھر قطعی انجانے میں وہ بڑے بھیا کے عتاب کا شکار ہو گئی تھی جو رہ رہ کر اس سے پوچھ رہے تھے دروازہ کیوں کھلا چھوڑا صفائی کے دوران کون اندر آ کر رہے تھے کون ہی تک ہے اور وہ ہمیشہ کی طرح ہی جواب میں ایک لفظ نہیں کہہ سکی تھی۔

○ ○ ○

بہت ہی شدید طوفان تھا آسمان سے ٹوٹتی بجلیاں بادلوں کی خوفناک گڑگڑاہٹ اور موسلا دھار طوفانی تیز بارش۔ اسی طوفان کی وجہ سے بجلی بھی چلی گئی تھی بند کمرے میں کینڈل روشن تھی جو جل جل کر کبھی سے ختم ہو چکی تھی۔ اس نیم تاریک کمرے میں جب بجلی چمکتی تو پورے ماحول کو روشن کر دیتی۔ بھرپور سر پٹختی ہواؤں سے دریچوں کے پٹ مسلسل زور زور سے بج رہے تھے ان کھلے ہوئے دریچوں سے بارش کی بوچھاڑ ہوا کے دوش پہ اندر آتی اور دیوار کے ساتھ گری بیٹھی فاطمہ کو بھگو جاتی۔ برستے موسم کی یہ طوفانی بارش جسم میں کپکپی دوڑا رہی تھی مگر وہ تو جیسے اس پل ہر احساس سے عاری تھی۔

شام کے وقت گھر میں ہونے والے ہنگامے نے اسے ہلا کے رکھ دیا تھا۔

"اس سے پوچھیں اماں یہ سارا سارا دن اور راتوں کو کہاں غائب رہتا ہے۔" اس نے بڑے بھیا کی غصیلی آواز سنی تھی۔

"کہا تو ہے نوکری۔"

"کون سی نوکری ہے جو صبح منہ اندھیرے سے رات گئے تک جاری رہتی ہے۔" بڑے بھیا کا لہجہ انتہائی کڑوا اور کسیلا تھا۔

"بہت جلد سب کو پتا چل جائے گا۔" وہ لاابالی سا تھا وہ اگر چاہتا بھی تو یقین نہ کر پاتی بڑے بھیا سے ورنے بچنے والا عمران کا احسان ماننے والا نہیں یہ لوگ سرکش اور ہٹ دھرم سا لڑکا تھا جسے نہ روٹی ہوتی اس کا خیال تھا نہ بڑے بھائی کا لحاظ۔

آندھی طوفان کی طرح زور میں آ گئی ہو جیسے کو محسوس کروں
سے ادا آیا ہوا وہ دروازہ کھول کر باہر آیا تو فاطمہ کی ہراساں آنکھوں میں لرزتے آنسوؤں کو دیکھ کر اس نے جانے کیوں لبوں کو سختی سے بھینچ لیا تھا اور اگلے ہی لمحے اسے نظر انداز کر کے گھر سے ہی نکل گیا تھا۔

تب سے اب تک وہ گھر نہیں لوٹا تھا اور اس کا دل لاتعداد خدشات لیے سہا جا رہا تھا کہ اسے پورا یقین تھا وہ سب کمرے میں، پھپھو اور لاریب کے علاوہ بڑے چچا بھی اپنے کمرے میں سوئے تو نہیں ہوں گے۔
تبھی اس طوفانی موسم میں بھی کال بیل کی آواز اس کی سماعتوں نے محسوس کی تو بے تاب ہو کر باہر نکلی تھی۔ مگر اس سے پہلے ہی بڑے بھیا دروازہ کھول چکے تھے اور اس کی توقع کے خلاف وہ بنا کچھ کہے چپ چاپ پلٹ کر اپنے کمرے میں چلے گئے تو فاطمہ نے بے اختیار سکون کا سانس لیا تھا۔

"کھانا لاؤں۔" وہ اس کے پیچھے ہی آ گئی تھی۔

"نہیں چائے۔" وہ جھک کر جوتے اتار رہا تھا اس سوال پہ چند لمحوں کے توقف سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہاں لیکن اگر زحمت نہ ہو تو۔" اور وہ شاکی نظر اس پہ ڈال کر چپ چاپ پلٹ گئی۔

"کہیں جتا رہے ہو وائی سب کو پریشان کر رکھا ہے تم نے آخر تھا کیوں نہیں بتا کر گئے تھے۔"

"بتا رہا ہوں آرام سے بیٹھ جاؤ۔" وہ شرٹ کے اوپری بٹن کھول کر ریلیکس ہو کر اپنے بستر پہ تکیوں کے سہارے نیم دراز تھا شاید حاجت ہوتے ہوئے اس سے چائے کا مگ لے لیا۔

"تم نے بڑے ابا کے ساتھ بد تمیزی کیوں کی تھی وائی۔" [illegible] شروع ہونے کا انتظار کیے بغیر وہ خود ہی بول گئی۔

"تم نے کیوں کی تھی اس روز۔" وہ الٹا اس پہ گرفت کر گیا تو فاطمہ نے کسی قدر ناراضی سے اسے دیکھا تھا۔

"مجھے پتا نہیں تھا کہ بڑے صاحب سن رہے ہیں وہ تو بس یونہی غصہ تھا۔"

"مگر میرا یہ غصہ وقتی نہیں ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہو وائی۔" فاطمہ نے بے اختیار گھبرا کر اسے دیکھا۔

"میں آزادی اور اپنی مرضی سے جینا چاہتا ہوں فاطمہ روک ٹوک مجھے پسند نہیں۔" اس نے چائے کا گھونٹ لے کر کپ واپس رکھ دیا۔

"بڑے ابا سے ایسے تو نہیں کہا تھا۔"

"اب یہ سبق مجھے دو گی۔" وہ طیش میں آ کر بولا پھر اسے حیرت سے محسوس کر کے لہجے کو دھیما کر لیا تھا۔

"تم کل صبح ساری تیاری رکھنا مجھے اندازہ ہے کہ میں جو کرنے جا رہا ہوں وہ تمہیں بہت حیرت کرنے والا ہے مگر میں مجبور ہوں۔" وہ مضطرب سا ہو کر اٹھا تھا، کر اس نے رخ پھیر لیا۔ جبکہ فاطمہ کا دل بیٹھنے لگا تھا کسی [illegible] کی مانند پھڑپھڑانے لگا تھا اس نے کی

قدرے سہم کر دانیال کو دیکھا جو خود بھی پیچھے کھڑا تھا۔
"تمہارے لیے ایک خوشخبری ہے فاطمہ میں سوچ رہا ہوں بہت سارا پیسہ کمانے۔" وہ اس کی بات کو ٹال گئی۔ حتیٰ اگر وہ زندگی میں پہلی مرتبہ اسے اتنا سنجیدہ دیکھ رہی ہوگی۔
"ہمیں ... ویسے تو یہاں رہ کے بھی۔"
"نہیں کمایا جا سکتا فاطمہ میرا جانا ضروری ہے میں ساری زندگی اس ... کے ساتھ نہیں گزار سکتا۔"
"اس زندگی میں بھی برائی تو نہیں ہے دانی ہم خوش رہ سکتے ہیں۔" اس نے وحشت میں گھرتے ہوئے کہا تھا۔
"مگر میں خوش نہیں رہ سکتا اور میری خوشی جسے حاصل ہوگی وہ میں جان گیا ہوں۔" وہ کھڑکی کی گرل سے ٹکرا کر لگائے اسے دیکھ رہا تھا۔
"دانی تمہاری خوشی تو یہیں تھی یہ کیا کہہ رہے ہو تم اس ملک جا کر ... دیکھو اور"
"نہیں دانی تم نہیں جاؤ گے ملک میں تمہیں نہیں جانے دوں گی۔" وہ اس کی بات نے دانیال کے لبوں پہ ایک تمسخر کی مسکراہٹ بکھیر دی تھی۔
"تم کون ہوتی ہو مجھے روکنے والی میں اپنی مرضی کا مالک ہوں احسن نے میرے جانے کے تمام انتظام مکمل کر دیے ہیں۔" وہ کہہ رہا تھا مگر فاطمہ کو اب شاک لگا تھا اس کی بات سن کر وہ وہیں ایک لمحہ بھی اس کے کمرے میں ٹھہرے بغیر نکل آئی تھی۔

○ ○ ○

اصل دھچکا اسے اس وقت لگا جب پھپھو اور بڑے بھیا کے بھی روکنے کے باوجود وہ اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی نہیں سرکا۔
"میرا پاسپورٹ بن چکا ہے اور ٹکٹس کلیئر ہوتے ہی میں ... گا۔" اس نے ... کر دیا تھا ... کر لینے کے بعد آخر میں ہی مطلع کر رہا تھا ان کو۔

اجازت طلب کر رہا تھا۔
"کس نے انتظام کیا ہے اتنا تو میں بھی جانتا ہوں کہ تمہارے پاس اتنا پیسہ نہیں تھا کہ اتنی آسانی سے جا سکتے۔" بڑے بھیا کے سوال پہ اس نے اسی انداز سے جواب دیا تھا۔
"میرا دوست احسن۔"
"وہی جس کے ساتھ تم کبھی آوارہ گردی کے لیے اس کے گھر جایا کرتے تھے۔" بڑے بھیا بری طرح چونکے۔
"جی۔" دانی نے اثبات میں جواب دے کر انہیں گم صم کر دیا تھا۔
"وہ انتظام صرف دوستی میں تو کرنے سے رہا اصل بات کیا ہے دانی۔" اور فاطمہ نے دیکھا وہ اس پل ان سب سے نظریں چرانے لگا تھا۔
"ٹھیک ہے مگر تم اگر جانا ہی چاہتے ہو تو پہلے فاطمہ سے نکاح کر کے جاؤ وہاں جانے کے بعد جب تمہیں سہولت ہو اسے بلوا لینا۔" دانیال ان کے مطالبے پہ پہلے کی نسبت بہت بری طرح سے جھنجھلا گیا تھا۔
"کمال کرتے ہیں بھیا آپ بھی میں وہاں کمانے جا رہا ہوں گھر بسانے نہیں۔"
"کمانے کے ساتھ اگر گھر بھی بس جائے گا تو زندگی سہل ہو جائے گی بیٹا میرا فرض بھی ادا ہو جائے گا۔" اب کے بھیا کی بجائے پھپھو نے کہا تھا فاطمہ البتہ اس موضوع کے آغاز کے ساتھ ہی اٹھ کر کمرے سے چلی گئی تھی۔
"جب کمانے لگوں گا تب نکاح بھی کر لوں گا میں بھاگ تو نہیں رہا ہوں نہیں۔" اس نے تیز لہجے میں کہہ کر بات ختم کرنا چاہی تھی مگر بڑے بھیا کو غصہ آ گیا تھا۔
"تم کیوں ہو دانی کیوں بات کو نہیں سمجھتے۔"
"آپ کو میری شادی کی اتنی فکر کیوں ہے جب شادی کرنا ہوگی آپ لوگوں کو خود بتا دوں گا۔" وہ روکھے پن سے کہہ کر دھڑام سے کمرے سے نکل گیا تھا جبکہ پھپھو اور بڑے بھیا اس کے جاتے ہوئے قدموں کو دیکھتے

شش و پنج میں تھے۔

"ارے کیا ہو گیا ہے آپ بھی اتنی [illegible] چلی آ گئیں
تو کیا میں [illegible] باہر جا رہا ہے؟" انہوں
نے [illegible] سے پوچھا تھا جو اب سب کے پاس تھا
مگر [illegible] کوئی بولا نہیں۔

"مجھے فون کر کے [illegible] ملنا چاہوں تو خود ہی
تیاری میں [illegible] ہوں ابھی اچانک کون سی افتاد آ گئی
اور اماں سے [illegible] نکل آئی ہے۔"

"چپ ہو جاؤ [illegible] بس کرو۔" پھپھو کا ضبط چھلکا۔
بہت ضبط سے [illegible] آنکھیں دوپٹے کے پلو سے
صاف کرتی وہاں سے اٹھ گئیں۔ ثانیہ کا [illegible]
ہو گی مگر [illegible] کو سامنے پا کر اس سے ضرور [illegible]
[illegible]

"کیا ہو گیا ہے آپ سب کو کیا لوگ باہر نہیں
جاتے محنت کرنے جا رہا ہوں کوئی عیاشیاں کرنے تو
نہیں [illegible] ہو رہی ہے سب کو ابھی شادی بھی کیا
ہے [illegible] اپنے پیروں پہ کھڑا ہو جاؤں [illegible]
نہیں [illegible] اعتبار مجھ پہ ہے سب۔" وہ جھنجھلا کر [illegible]
[illegible] تو پھپھو نے کمرے سے نکل کر ثانیہ کا
[illegible] تھا۔

"بہت [illegible] اس کا دماغ خراب ہو چکا ہے۔"
فاطمہ کی بھیگی بھیگی آنکھیں دیکھ کر انہوں نے دکھ
سے کہا اور پھر دو دن بعد وہ [illegible] سب کو اداس ملول
چھوڑ کر بغیر کوئی وعدہ کیے [illegible] کی حد میں [illegible] بے
نیازی سے چلا گیا اور [illegible] دکھ اور خاموشی فاطمہ کے اندر
اتری اس سے [illegible] کر [illegible] اور ویرانی اس گھر کے
در و دیوار [illegible] کی تھی ہر کوئی خاموش اور اداس سے
نظر آ رہے [illegible] بہت سارے دن اسی
[illegible] خاموشی [illegible] لگے [illegible] کا
فون آیا [illegible] وہ وہاں [illegible] گیا ہے [illegible] کا
فون آنے لگا [illegible] اور [illegible] باتیں کرنے لگا تھا اور
کتنا [illegible] کیا تھا [illegible] کے لیے فاطمہ کا سوچ

سوچ کر دل کانپ جاتا۔
ایسے ہی [illegible] ان کے دلوں میں لاریب کا
[illegible] خوشی [illegible] آ گیا وہ [illegible] تھا [illegible]
بھی خاصی [illegible] اور بڑی [illegible] عجیب [illegible]
کے جانے کے بعد سے خاموش اور اداس رہنے لگی
تھی فاطمہ تو پہلی بار زندگی کے احساس سے آشنا
محسوس ہو رہی [illegible] بڑے [illegible] ہر طریقے سے اپنی
تسلی کرانے کے بعد ہی ہاں کر دی تھی ان لوگوں کو
شادی کی جلدی تھی [illegible] فون پہ یہ خوشی کی خبر سنانے
کی [illegible] اس نے [illegible] کیا تھا۔

"میں [illegible] اماں آپ فکر نہ کریں
لاریب کی شادی بہت اچھے [illegible] ان شاء اللہ
[illegible] میں جن خواہشات کی تکمیل کی خاطر یہاں آیا ہوں
ان میں ایک خواہش لاریب کی بہت اچھے طریقے سے
شادی کرنے کی بھی ہے۔"

"مگر آپ تو کب آؤ گے۔" اماں نے بے قراری سے
سوال کیا تھا۔

"ارے [illegible]" وہ ہنس دیا تھا۔
"اتنی جلدی کہاں [illegible] اماں ابھی مجھے آئے
وقت ہی کتنا ہوا ہے [illegible] شکر ہے آتے ہی نوکری مل گئی
ورنہ۔"

"مجھے فاطمہ کی تو فکر نہیں تھی وہاں مجھے تو
لاریب کی فکر کھائے جا رہی تھی۔ سوچتی تھی اس کا رشتہ
طے ہو جائے تو دونوں بچیوں کی ایک ساتھ کروں مگر اب
فاطمہ کو دیکھ کر میرا دل [illegible] شادی کر
کے چلے جاتا تمہیں کیا پتا میری صحت بھی اچھی نہیں
رہتی۔" پھپھو فون پر ہی رو دیں۔

"اس بات کو ابھی تو آپ بھول ہی جائیں اماں
ویسے بھی [illegible] مجھ سے پہلے بڑے بھیا کی شادی ہونا
چاہیے۔" وہ ایسی ہی ادھر ادھر کی باتوں سے اصل
موضوع کو گول کر گیا مگر پھپھو کی [illegible] وہیں اٹکی رہی
تھی [illegible] جھنجھلا اٹھا تھا۔

"اماں آپ کو [illegible] کی ایسی ہی فکر ہے اماں تو پھر میرا
[illegible] نہیں [illegible] بھی اپنی مرضی سے اس کی

شادی کرنی ہی ہے کیونکہ میری اس سے باقاعدہ منگنی یا نکاح تو نہیں ہوا۔" سرور فاطمہ کو نہیں پتا تھا یہ بات سن کر پھپھو کی کیا حالت ہوئی البتہ ایکسیڈنٹ کے بعد سے اس دشمن جاں کی آواز سننے کی خواہش شدت پکڑ گئی تھی جیسے اس کے سر پہ پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو۔

○ ○ ○

تم بھی اپنے ساتھ پھول اٹھائے جا رہی تھی اور ان کے پیچھے آنے والے بادلوں میں بجلی کے کڑکنے کی تھی اور ایک دم سے اندھیرا سا ہو گیا تھا اس نے کمرے میں اندھا دھند جانا ترک کیا تھا وہ بیٹھنے کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کر وہیں بیٹھ گئی۔ اس کے بھیگی اور ساتھ ہو رہا لب ہل رہا تھا اس کی بھرائی ہوئی آنکھوں میں پانی اتر آیا۔

"کیوں کیا دانی نے ایسا۔" وہ وہیں بیٹھی روتی رہی۔ لاریب شاید دوا لینے کمرے سے نکلی تھی اسے یوں بیٹھا دیکھ کر ٹھٹھکی۔

"کیا ہوا؟" وہ بھی اوپر والی سیڑھی پہ دوا لیے بیٹھتے پوچھنے لگی۔ وہ چہرہ گھٹنوں میں دیے سسک رہی تھی نہیں رونا پھپھو کی بات پر آیا تھا یا دانیال کی بات پر۔ پھپھو نے کیوں اصرار کیا یوں اتنا بیٹھا رہا کیا اسے لاریب اس سے وجہ پوچھنے کی بجائے اسے چپ کرواتی رہی پھر تھک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

بادل گرجنے لگے اور بوندیں پڑنے لگیں اس کے اوپر جتنا بس ایک ہی جملہ۔

"سنگدل مغرور تم ایسے تو نہ تھے دانی پھر کیوں؟" وہ اور شدت سے رونے لگی۔ بارش اس کے اعصاب پہ ایک ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھی تیز ہوا میں تیز بوچھاڑ بھی زور سے ٹکرا رہی تب بھی لاریب اپنے بھائی کے ساتھ ایک بار پھر آگئی تب اسے احساس ہوا وہ بالکل بھیگ چکی ہے۔

"ٹھیک ہے اٹھو چلو بیمار پڑنا ہے۔" جیسے حیا کا کمرا بالکل بھی نہیں تھا پھر بھی اس کے بچپن جیسا تھا۔ وہ بیٹھا اٹھا لگی۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی دل ایک دم بھی ٹھیک آگیا تھا جیسے حیا کو کھویا تھا تو دانی کا تھا اور دانی کو کھو کر اب وہ جیسے حیا کو پا سکی... چاہتی تھی جیسی لئے اس کی ماں رونی بھی آگئی تھیں کہ ان کے پاس سے گزر کر وہ اپنے کمرے کی جانب بھاگ گئی۔

○ ○ ○

دانیال کو یوں منع کرنے کا پھپھو کو بہت دکھ تھا مگر ایک آس بہرحال ساتھ تھی کہ وہ کبھی نہ کبھی لوٹ کر ضرور آئے گا مگر اب اس آس کا بھی صاف جواب ان کے دل میں موجود کرب اور اذیت کو بڑھا چکا تھا۔ غم گھن کی طرح ان کے وجود کی عمارت کو کھوکھلا کرنے لگا اور عارضی بیماری مستقل روپ دھار گئی۔ ادھر لاریب کے سسرال شادی پہ زور دے رہے تھے جبکہ حیا پھپھو کی وجہ سے سخت پریشان تھے اس وقت بھی وہ ان کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

"اماں جی ہمت کریں آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔" پھپھو دانی کی بات ان کے سامنے دہرا کر بے قرار سے ہو گئیں تو جیسے حیا نے ان کے ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر ڈھارس کے انداز میں دبائے۔

"دانی نے میری ساری امیدوں کو توڑ دیا ہے ... تم بتاؤ روز قیامت میں اپنے بھائی اور بھابی سے نظریں ملاؤں گی جن سے میں نے بڑی چاہ سے مانگا تھا فاطمہ کو اور اس کی وہ آنکھیں جن کی صدا مسکراہٹوں اور روشنیوں کی دعا میں مانگی تھیں میں نے ان میں آنسو دیکھ کر کیسے دل تھام سکے میرا جی بھی نہیں سمجھ گئے" ان کا رونا شدید ہونے لگا۔ جیسے حیا کیا جواب دیتے بس خاموش بیٹھے رہے۔

"اماں سعد کے گھر والے شادی کی تاریخ مانگ رہے ہیں۔" انہوں نے اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا تو پھپھو نے ہو تو ہر کے آنسو پونچھ لیے۔

"ہاں دے دو انہیں شادی کی تاریخ اور تابی کو بلواؤ بچھڑ کر یہاں آ کے چار دنوں میں ہاتھ بٹا دے۔" انہوں نے جیسے تھک کر سر تکیے پہ رکھ لیا اور جیسے حیا

نے سر کو اثبات میں ہلا دیا تھا۔ "اور بیٹا ایک بات یاد رکھنا۔" وہ اٹھ رہے تھے جب دانیال کی ہلکی آواز پر انہیں خالی نظروں سے دیکھنے لگے کہ ان کے لیے کی ہدایت سے ہی وہ پیچھے سے نکل چکے تھے اب وہ اس سے کیا کہیں گے۔

"شادی کر لو بیٹا وہ لائق بیٹا ہے بیلے بڑے بھیا کی کزن بھی میں کروں گا۔" ان کے لہجے میں دم توڑتی حسرتوں کا احساس تھا۔ بڑے بھیا نے گہرا سانس کھینچا تھا۔

"ٹھیک ہے بات کر لیں گے مگر ابھی آپ اریب کی تو شادی کرنا چاہتے تھے۔" وہ انہیں ہاں میں نہیں کر سکتے یہ الگ بات کہ خود کے بڑا ہونے کے ناطے میں ہی بے تحاشا دور تھکا تھکا محسوس کرنے لگے۔

○ ○ ○

"بڑے بھیا، بڑے بھیا۔" وہ بھاگتی ہوئی ان کے پیچھے آئی جو اپنے خیال میں تھے چونک کر مڑے اور وہ نزدیک آ چکی تھی ان سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

"یہ مٹھائی اریب نے انہیں دانی کو دیا تھا آپ بھول کے جا رہے تھے۔" اس نے شاپر ان کی جانب بڑھایا۔

"ہاں شکریہ۔" وہ لفافہ لے چکے ہی تھے کہ اس نے پکار لیا۔

"بڑے بھیا۔" وہ تھم گئے مگر مڑے نہیں تو وہ چل کر خود ان کے سامنے آ گئی۔

"آپ کو ماموں کی خواہش پوری کر دینا چاہیے بڑے بھیا وہ لڑکی اتنی بھی اچھی نہیں تھی کہ اس کے لیے یوں روگ سے لگا جائے دنیا میں خوب صورت لڑکیوں کی کمی نہیں ہے پھر شادی ہونے والی ہے اچھا خوش ہے [illegible] کے ہماری بھابی بن جائیں۔ شاید اس صورت اس طرح چھا جانے والے [illegible] بڑے بھیا جو اس موضوع کے آغاز سے ہی لب بھینچ چکے تھے آخری فقرے پہ بہت چونک کر اسے دیکھنے لگے مگر پھر وہ جو کچھ تھی ان کے لب بھینچ لیے اور ایک بھرے ہوئے کی طرح وہ انداز کر گئے تھے فاطمہ سر جھٹک کر واپس اندر آ گئی۔

○ ○ ○

شادی کی تقریبات کے دوران وہ خود کو فریش اور خوش باش دکھانے کی کوششوں میں مزید تھکن کا شکار رہی۔ اسے اس خاص موقع پہ دانیال کے فون کا بہت بے کلی سے انتظار تھا مگر اس کا فون نہیں آیا اور ولیمہ کے دن جب وہ بالکل مایوس ہو چکی تھی بڑے بھیا اسے ڈھونڈتے ہوئے چلے آئے تھے۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی پہنچی وہ سب اریب سے مل کے آئی تھی اور قدرے الگ تھلگ ہو کر بیٹھی ہال کی آرائش دیکھ رہی تھی۔

"تم یہاں بیٹھی کیا کر رہی ہو دانی تم سے بات کرنا چاہ رہا ہے۔" انہوں نے اپنا سیل فون اس کی سمت بڑھایا، تھامتے ہوئے اس کا دل الوہی سرگم میں دھڑکنے لگا۔ فاطمہ نے ایک نظر بڑے بھیا پہ ڈال کر فون میں اپنی نمایاں ہوتی دھڑکن کے ساتھ خاموشی سے پلٹ کر دور ہوتے بڑے بھیا کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے سیل فون کان سے لگایا۔

"ہیلو السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام کیسی ہو فاطمہ۔" دانیال کا لہجہ فریش اور بہت شگفتہ ہوا سا تھا اور اس عرصے میں وہ جب سے گیا تھا فاطمہ نے پہلی مرتبہ اس کی اتنی بھرپور اور تروتازہ آواز سنی تھی اسے بہت اچھا لگا۔

"کیسی ہو سکتی ہوں دانی تمہارے بغیر میں کیسی ہو سکتی ہوں۔" اس کا اس سوال پہ کھل کر ہنسی ہوا تھا مگر پھر [illegible] شرارت کی [illegible] قہقہہ لگانے لگے۔

"پھر ابھی کچھ تم کیسے ہو دانی۔" اس نے خود کو سنبھال کر آہستگی سے پوچھا۔

"بہت مطمئن اور خوش۔" وہ بولا "مکمل کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

کون سا قارون کا خزانہ ہاتھ لگ گیا ہے جو اتنی بہت خوش لگ رہے ہو۔“ اسے اس کی یہ خوشی جانے کیوں اچھی نہیں لگی تو جلتے ہوئے کہہ گئی ”کیا تھا اگر وہ چند دنوں کو لاریب کی شادی کے بہانے ہی آ گیا اور تم دنیا ہی بھول جاؤ۔“

”ہاں خزانہ تو واقعی مجھے بیٹھے بٹھائے مل گیا ہے کون سا یہ تمہیں پھر کبھی بتاؤں گا لاریب اور امی کو میرا سلام کہہ دینا اوکے۔“ سلسلہ منقطع ہو گیا اور وہ گم صم سی بیٹھی رہ گئی۔ اس ساری گفتگو میں ایسا کیا تھا جو اسے کھٹک رہا تھا وہ یہی سوچ رہی تھی مگر کوئی سرا ہاتھ آ کے ہی نہیں دے رہا تھا۔

○ ○ ○

اگلا دن لاریب کے مکلاوے کا تھا۔ وہ سخت مصروفیت میں گھری بے چینی محسوس کرتی رہی۔ مہمان آئے کھانا وغیرہ کھا کر لاریب کو لے کر رخصت ہو گئے۔ بڑے بھیا اپنے کسی ضروری کام کو نمٹانے کی غرض سے چلے گئے تھے۔ آپا کو بھی کل جانا تھا اپنی اور بچوں کی چیزیں سمیٹ رہی تھیں۔ وہ [illegible] پر کال کی آواز سن کر وہ دروازہ کھولنے گئی تھی پوسٹ مین تھا وہ خط دے کر چلا گیا۔

اس نے حیرانی سے لفافہ الٹ پلٹ کر دیکھا تو گلے میں جان سی اٹکنے لگی۔ لفافہ ایمل کے ہاتھ کا تھا۔ ایسی کیا بات تھی جو وہ خط کے ذریعے اس سے کہنا چاہ رہا تھا۔ اس نے پیچھے کمرے میں جھانکا آپا نماز پڑھ رہی تھیں تائی اماں کچن میں بچوں کو کھانا کھلانے میں مصروف تھیں وہ دھڑکتے دل کے ساتھ لفافہ لیے اپنے کمرے میں آ گئی اور بے صبری سے چاک کر کے خط نکالا کہ خط کی پشت پر اپنا نام دیکھ کر ہی جانے کیوں دل وسوسوں کا شکار ہو گیا تھا۔

”پیاری [illegible] السلام علیکم! امید ہے تم بخیریت ہو گی۔ زندگی میں کبھی میں نے سوچا نہیں تھا کہ یوں تمہیں خط لکھ کر دل کی باتیں کہ جنہیں زبان سے کہنے کا حوصلہ کھو چکا ہوں۔ جانے کیوں دل میں تمہیں یہ خط لکھ دینے کے بعد جانے کیوں چبھن ہوتی محسوس کر رہا ہوں حالانکہ ایسا ہونا تو نہیں چاہیے تھا کیونکہ میں نے جو بھی کیا اپنی مرضی اور انتخاب سے کیا ہے۔ خیر میں پہلے اصل بات کروں تمہیں کس لیے تم کو سارا الجھا دیا۔ ہوش سنبھالا تو خود کو بھی گھر والوں کے بیچ پایا چار، حسن بھائی، ہم تھے پانچویں تم شامل ہو گئیں ساتھ میں [illegible] امی اور ابا اکیلے کمانے والے اور اکیلے کمانے والے کی کمائی محدود ہوا کرتی ہے۔ اسی محدود کمائی کا ایک بڑا حصہ بڑے بھیا کی تعلیم پہ اٹھ جاتا۔ ابا کا خواب تھا انہیں ڈاکٹر بنانے کا اس لیے اپنی ضروریات کا دائرہ مزید تنگ کر لیا اور پہلے جو ہمیں گوشت ہفتے میں ایک بار مل ہی جاتا تھا اب یوں ہونے لگا کہ مہینے میں ایک بار اس کی شکل نظر آنے لگی۔

مزید کیا تفصیلات میں جاؤں تم بھی جانتی ہی ہو سفید پوش گھرانے کس طرح اپنا بھرم قائم رکھتے ہیں۔ پھر جب ابا ہمیں چھوڑ گئے ساری ذمہ داری اکیلے بھیا پر آ پڑی جسے انہوں نے احسن طریقے سے نبھایا بھی مگر وہ ایک کی رہ گئی ابا کی دی ہوئی اور بڑی آپا اپنی شادی میں لگے سے قاصر رہے وہ کسی کی بھی ہر خواہش کی بروقت اور فوری تکمیل کی۔ انہوں نے اس لیے ہمیں اچھا کھلایا اور سکھایا نہیں کہ یہ عمر کرنے کے لیے زندگی پڑی ہے اور تعلیم اس لیے دلوائی کہ اس کا یہی وقت ہے اپنی جگہ وہ بھی ٹھیک تھے مگر شاید میرے اندر کی ایک بڑے خلا کی صورت اختیار کر گئی تھی۔

تم مجھے بہت عزیز تھیں یا شب اور میں نے تم سے محبت بھی کی مگر شاید تم شاید اس بات سے اتفاق نہ کرو کہ بھوکے پیٹ محبت بھی خوشی نہیں دیتی۔ گو کہ ہم اتنے بھی برے حالات میں نہیں جی رہے تھے مگر وہ لاشعوری طور پر میں نے احسن کے گھرانے کو دیکھا ان کے ٹھاٹ باٹ سے تو ہم صدیوں کے فاصلے پر تھے تب بھی پاٹا نہیں جا سکتا تھا اور میرے اندر ان فاصلوں کو ایک ہی جست میں مٹانے کی ایک چاہ تھی اور تھی اور کسے

ہیں۔ جب انسان کسی کام کا ارادہ باندھ لے تو راستے خود بخود آسان ہو جاتے ہیں۔ مجھے حیرت انبساط میں وہ اشتہار دیکھ کر ہوئی تھی ضرورت رشتہ کا۔

یہی فاطمہ وہ احسن کی بہن نے رشتے کے لیے دیا گیا اشتہار تھا جس میں نے خود احسن سے بات کی تو اس نے مجھے بتایا تھا کہ ایک حادثے میں شادی کی دونوں باتیں ختم ہو گئی تھیں مگر ہم اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں اس نے مجھے بتایا تھا کہ یہ دونوں تو بہت تھے مگر یہ کسی قابل صورت آدمی کے خواہش مند ہیں اور مجھ سے بڑھ کر احسن کو اور کیا اچھا ہو سکتا تھا۔ میں نے ان کی ساری شرائط مان کر خود صرف ایک بات کی تھی اور وہ پاکستان کے علاوہ کسی اور ملک میں رہائش کی۔ یوں ان لوگوں نے شادی کے فوراً بعد مجھے یہاں اپنے بڑے بھائی کے پاس بھجوا دیا۔ یہاں ان لوگوں کا بہت وسیع پھیلا ہوا کاروبار ہے۔ اس میں بھی الفیصل کے شیئرز کا مالک ہوں۔ فاطمہ میں نے تمہیں کھو دیا ہے جو میں ساری عمر محنت کر کے بھی۔" خط اس کے لرزتے ہاتھوں سے پھسل گیا۔ آنسوؤں سے دھندلائی ہوئی نظروں کے ساتھ اس نے خود کو سنبھالنا چاہا تھا مگر ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔

○ ○ ○

اس نے ہوش میں آ کر آنکھیں کھول کر دیکھا۔ پھپھو اس کے سرہانے بیٹھی تھیں۔ ان کا چہرہ اترا ہوا تھا اور آنکھوں میں ویرانی کا بسیرا۔ وہ فاطمہ پر ثانیہ آپا اپنے دونوں بچوں کے ساتھ موجود تھیں مگر سب تھے جب تھے وہ اردگرد دیکھنا چاہتی تھی کہ اس کی سب سے ہوتی کی صورت سب یہاں ہوئی تھی فاطمہ ثانیہ آپا نے خود بچہ کر دیتے بچوں کے حوالے کر دیا تھا تھکی میں دیا نے وہ دونوں کمرے سے باہر نکلے تھے اور اب تک نہیں لوٹے۔

"میں دلاور کو بھی معاف نہیں کروں گی۔" پھپھو کی جب ٹوٹی تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ فاطمہ نے گھبرا کر پہلے انہیں پھر ثانیہ آپا کو دیکھا جو انہیں چپ کرانے کی کوشش میں مصروف ہو چکی تھیں اور اس نے صرف پھپھو کی وجہ سے اپنے سارے آنسو اندر اتار لیے۔ وہ اپنی وجہ سے انہیں دکھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے تو خود کو سنبھال لیا مگر پھپھو خود کو نہیں سنبھال سکیں۔

ان سب کو اب تو بھلا کر ان کی فکر کرنی پڑ گئی۔ لاریب کو اپنے شوہر کے ساتھ اسلام آباد جانا تھا مگر اماں کی وجہ سے وہ ہچکچا رہی تھی۔

"دلاور نے اچھا نہیں کیا۔" وہ فاطمہ کے سامنے بھی یہ بات کہہ رہی تھی۔

"اماں کو دیکھا ہے کتنی جلدی بستر سے جا لگی ہیں اگر خدانخواستہ انہیں کچھ ہو گیا تو دلاور کے لیے ہمارے دلوں میں قطعی کوئی جگہ نہیں رہے گی۔" فاطمہ نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔

"میرا خیال ہے اگر ہم اچھا رشتہ تلاش کر کے فاطمہ کی شادی کر دیں تب بھی اماں کی پریشانی اور بیماری دور ہو سکتی ہے۔" ثانیہ آپا نے لاریب سے کہا تھا۔

"اچھا رشتہ اتنی آسانی سے کہاں ملتا ہے آپا۔" لاریب خود اداس تھی۔

"فاطمہ میں کسی بات کی کمی تو نہیں ہے لاریب بس اللہ اس کا نصیب اچھا کرے۔" آپا کے کہنے پر لاریب جو انہیں کچھ دیر سے دیکھ رہی تھی آہستگی سے بولی تھی۔

"آپ کا کیا خیال ہے آپا اس طرح اماں کے دل پر جو دلاور کی زیادتی سے بوجھ پڑا ہے وہ ہٹ جائے گا۔ آپ لوگ بڑے بھیا کے متعلق کیوں نہیں سوچتے اماں اور ابا نے فاطمہ کو بہو بنانا چاہا تھا تو یہ خواہش اس طرح بھی تو پوری ہو سکتی ہے نا۔" ثانیہ آپا نے چونک کر لاریب کو دیکھا تھا۔

"کیا کہہ رہی ہو لاریب۔" ان کے لہجے میں استعجاب تھا۔

"ایسا کچھ انوکھا تو نہیں کہا آپا۔" لاریب نے اپنی طرف سے کس قدر فراخ دلی کے ساتھ کہتے ہوئے اپنی بات پر زور دیا تھا۔

"بڑے بھیا میں بھلا کیا کمی ہے۔"

"مگر وہ اس سے عمر میں خاصا بڑا ہے اور پھر وہ بھلا کب مانے گا۔" ثانیہ آپا الجھ رہی تھیں۔

"آپ اماں سے کہیں وہ بات کریں بڑے بھیا سے بلکہ ابا جی سے ہی۔ فاطمہ بھی سب کو بہت عزیز ہے آپا اور اس طرح اماں بھی خوش ہو جائیں گی اور ولید کے بے زخموں پہ مرہم بھی رکھ دیں گے۔" وہ اس کی بیار است دکھاری کی ثانیہ آپا سوچ میں گم ہو گئی تھیں۔

○ ○ ○

"اماں چپ کیوں ہو گئیں آپ کو میری بات اچھی نہیں لگی۔" ثانیہ آپا نے گھبرا کر پوچھا تھا۔ پھپھو نے گہری سانس کھینچا اور حیرت سے مسکرا دیں۔

"نہیں بلکہ میں یہ سوچ رہی ہوں کہ تم نے میرے منہ کی بات چھین لی ہے۔ ثانیہ اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہو۔"

"آپ ولید سے بات کریں۔" ثانیہ آپا ایکدم ہی پرجوش ہو گئیں۔

"انہیں منانے کا اماں بہرحال اتنا تو ہم سب ہی جانتے ہیں کہ ولید ابھی سے ہر لحاظ سے بڑھ کر بہترین ساتھی ثابت ہو گا فاطمہ کے لیے۔" پھپھو نے آنکھیں موندیں اور سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

"اچھا کرو ثانیہ ولید آئے تو اسے میرے پاس بھیج دینا۔" ثانیہ آپا سر ہلاتے ہوئے اٹھ گئیں۔ باہر آئیں تو فاطمہ کو تخت پہ جائے نماز بچھائے نماز میں مشغول پایا۔ سلمان صاحب اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی آج انہیں ہسپتال لے کے لیے آنا تھا۔ ثانیہ آپا وہاں کھڑی رہیں تیاری میں تھیں جب بڑے بھیا گھر آئے۔

"اماں کیسی ہیں۔" انہوں نے فوراً کا اتفاق سلام کے جواب کے بعد پوچھا تھا۔

"ٹھیک ہیں ابھی ابھی طبیعت ہے الحمد للہ بس بیماری کی تھی فرصت ہو جاؤ تو ان کی بات سن لیجاتے گا۔ وہیں الاعتراف کیا۔" ان کے کہنے پہ وہ جائے اپنے کمرے میں جانے کی بجائے ادھر ہی چلے آئے۔

فاطمہ ان کے سرہانے بیٹھی تھی اور وہ اس کا ہاتھ پکڑے آہستہ آہستہ باتیں کر رہی تھیں۔ بڑے بھیا سلام کرتے ہوئے پائنتی کی طرف پڑی کرسی پہ بیٹھ گئے۔

"جی اماں آپ نے بلایا تھا۔"

"ہاں فاطمہ جاؤ بیٹا ابھی آپا سے کہو ولید کے لیے چائے بنا دے۔" ان کے کہنے پہ فاطمہ ابھی تو بڑے بھیا نے ٹوک دیا تھا۔

"رہنے دو ثانیہ چائے بنا رہی ہے۔" فاطمہ ان سنی کیے باہر نکل گئی تھی۔

"ولید بیٹا ادھر آؤ میرے پاس۔" ان کے کہنے پہ بڑے بھیا اٹھ کر ان کے پہلو میں آ بیٹھے اور ان کا کمزور ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"بیٹا اگر میں آج تم سے کچھ مانگوں تو دو گے۔"

"اماں کیا کہہ رہی ہیں۔" بڑے بھیا تڑپ سے گئے۔

"آپ حکم کیجیے سب کچھ آپ کا ہی تو ہے۔"

"بیٹا ولید کے لگے ہوئے زخموں پہ مرہم رکھو میں جانتی ہوں میں اب زیادہ عرصہ نہیں جی پاؤں گی مرنے سے پہلے فاطمہ کی طرف سے سکون چاہ رہی ہوں۔" بڑے بھیا کا چہرہ ایکدم زرد پڑ گیا۔

"فاطمہ کو سہارا دے دو بیٹے انکار مت کرنا بیٹا اماں بے قصور ہے۔" وہ دونوں ہاتھ ان کے سامنے باندھ کر بلک بلک کے رونے لگیں۔ جبکہ بڑے بھیا کے چہرے پہ تاریک سائے لہرا رہے تھے۔

"مجھے نہیں پتا میں تمہارے ساتھ زیادتی کر رہی ہوں یا فاطمہ کے ساتھ مگر میرے بچے میرے پاس اب اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ تم مجھے خود غرض بھی کہہ سکتے ہو میں جانتی ہوں فاطمہ کو تم کیسی اور بیاہ تھی تمہیں کبھی بھی اچھی نہیں لگی تھی لیکن میری تم سے یہی اپنی سوچتے ہوئے ذرا بھی تم سے التجا کرنے کی تمہاری بھی شاید مجھے جینے کی کہ میری دونوں خواہشوں کی تکمیل تمہارے ہاتھ میں ہے بیٹا اللہ کے لیے انکار مت کرنا۔"

"اماں! اگر میں انکار نہ کروں تو کیا فاطمہ وہ

"راضی ہو جائے گی آپ نے اس سے بات کی ہے" بڑے بھیا خاصی دیر سے بولنے کے قابل ہوئے تب بھی ان کا لہجہ بوجھل ہی تھا۔

"وہ بھی انکار نہیں کرے گی۔ میں اپنی تمام دعائیں تمہارے نام کرتی ہوں کہ یقین اور اعتبار کرو تم دونوں ایک بہترین زندگی گزارو گے۔" ان کی بھیگی پلکیں چومتے بڑے بھیا نے سرخ آنکھوں سے انہیں دیکھا اور۔ زندگی کی ڈور سنبھال کر وہ بوجھل دل لیے اٹھ گئے تھے۔

☆ ☆ ☆

اور پھر سب کچھ بہت تیزی سے ہوا تھا۔ حامیہ آپا نے چند نزدیکی رشتہ داروں کو بلوایا تھا شام کو اور خود فاطمہ سے بات کرنے دل کڑا کر کے چلی گئی تھیں وہ تو سن کر جیسے پتھر کی ہو گئی تھی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ آپا ایسا نہیں کر سکتی میں کبھی بھی مر جاؤں گی۔" وہ تو اسی پل وحشت میں بلک اٹھی تھی۔

"پاگل مت ہو فاطمہ۔" آپا نے …

"انہیں تو ہمیشہ سے میں نے بڑے بھائی کی نظر سے دیکھا ہے آپا یہ ظلم مت کریں مجھ پر۔" اس کے آنسوؤں میں شدت آگئی۔

"شادی سے پہلے سب بھائی ہی ہوا کرتے ہیں۔" انہوں نے کسی قدر بے نیازی سے کہا مگر حقیقت یہ تھی کہ وہ جتنی لاتعلق اور بے نیاز نظر آرہی تھیں درحقیقت اتنی بے نیاز تھیں نہیں بہت اچھی طرح سے جانتی تھیں فاطمہ کو سب جان کر شاکڈ تھیں احتجاج بھی کرے گی مگر وہ اس گھر کے لوگوں میں ذرا سی بھی ہمدردی کی خاطر خراب نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

"آج ہی شام کو … نے فون کر دیا ہے میں آگئی ہوں گی۔" حامیہ آپا اس کی سسکیوں اور ہچکیوں سے لرزتے وجود سے نظریں چرا کے الماری سے نکاح کی مناسبت سے کوئی اچھا سا جوڑا تلاش کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔ فاطمہ کو یہ سن کر جیسے چکر آگیا وہ رونا بھول کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"میں نے شائستہ کو بھی بلوایا ہے وہ تمہیں مہندی وغیرہ لگا کر اچھے ڈھنگ سے تیار کرے گی تم اٹھو نہا دھو لو شائستہ آتی ہو گی۔" وہ اس کے کپڑوں کی الماری سے آتشی گلابی ہم رنگ موتیوں اور نگینوں کے کام والا خوب صورت جوڑا نکال چکی تھیں۔ تب جا کر فاطمہ چیخ پڑی تھی۔

"نہیں کریں آپا یہ ظلم میری جان تو" ایک لمحے سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور کپڑوں کا ڈھیر ان سے چھین کر دور پھینک دیا تھا۔ حامیہ آپا نے اس کی آنسوؤں سے بھری سوجی ہوئی آنکھوں کو دیکھا تھا پھر شانوں سے تھام کر اپنے مقابل کرتے ہوئے ٹھہرے ہوئے مگر سرد لہجے میں بولی تھیں۔

"پاگل مت ہو فاطمہ ہم کسی صورت میں تمہارے ساتھ بھلا ہی کر رہے ہیں یہ تمہارا خیال ہی ہے کہ تمہارے ساتھ یہ ظلم کیا گیا ہے۔ ابھی تم جس غصے میں ہو غرور غصہ اترے گا تب تمہیں اندازہ ہوگا کہ یہ بہت کڑا وقت آنے والا ہے اللہ نہ کرے ہیں کوئی نہیں جانتا وقت نے آگے کیا رکھا ہے انہیں سب سے زیادہ فکر تمہاری ہے اور سچ ہی ہے ذرا سوچو ان کے بعد تم اس گھر میں کس حیثیت سے رہو گی ایک جوان ہو وہ تمہارا محرم نہیں ہو گا جیسے اور لاہب کے گھروں میں بھی تم کب تک رہ سکو گی۔ وقت کی نزاکت کو نظر رکھ کر بہترین فیصلہ کیا گیا ہے۔"

"بڑے بھیا سے تو بات کریں آپا وہ خود منع کر دیں گے آپ کو۔" اس نے آپا کی لمبی تقریر جیسے سنی ہی نہیں تھی تب جیسے بے بسی سے چلائی تھی۔

"وہ تو مجھے پہلے بابا کرنے کہہ چکے ہیں اور انہیں کوئی انکار نہیں ہے۔" الفاظ تھے یا ایٹم بم جس کے طاقتور بارود سے فاطمہ نے اپنے وجود کے پرخچے اڑتے ہوئے محسوس کیے تھے۔

☆ ☆ ☆

اس کے قدم اسی ساعت بے جان ہو گئے تھے۔
اسے جو کہا گیا اس نے اس کی روح تک کو ہلا دیا
مہندی بھی لگوائی، کپڑے سیل کر کے اب بھی کر دیا
عمر بھر تو بس قبول کے مراحل طے کر
کے سامنے کرنے کا مرحلہ آیا تو اس کے وجود پر گری
برف جیسی کسی تیز کسک سے وقت پھیل گئی اور وہ خود
کو زندگی بھر کے لیے کسی اپنا وجود سونپتی کی طرح
بھی اپنا ضبط کھو بیٹھی اور رشد تو اسے بچوں کی
طرح بلک بلک کر رونے لگی۔

"پلیز فاطمہ بس کرو اس طرح تو تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔" جاسیہ آپا نے گھبرا کر اسے اپنے ساتھ لگا کر کہا۔

"یہ کوئی لمحہ تھی ۔۔ میں ہوں گی خود کو سنبھالو پلیز۔" لاریب نے سرگوشی کی تھی۔ تب اس نے سر جھکا لیا تھا مگر آنسوؤں کو روک نہ سکی۔ وہ قدر نہیں کی یہ کیسا امتحان تھا قدرت کا۔ کیسی گھڑی تھی جو اس سے زندگی بھر کا قرار وصول کر رہی تھی۔ یہ خیال کے علاوہ کسی سوچ اور وہ بھی بڑے بھیا کے لیے۔ یہ تو خود کو جیسے دو دھاری تلوار سے کٹا محسوس کر رہی تھی خود کو۔

"پلیز فاطمہ کیا ہوا ہے۔" لاریب نے اسے بازو کے حلقے میں لے کر خود سے لگاتے ہوئے پیار سے کہا جاسیہ آپا مٹھائی لینے گئی تھیں اس کی اسی حالت سے بھی آنکھوں کو بہت دکھ بھری نظروں سے بے بسی سے دیکھتی رہیں پھر نرمی سے ہوئے لفظ سا سانس بھر کے بولی تھیں۔

"اسے کہاں تھا وہ لاریب میں پہلے سے کہتی ہوں بر روز کے ساتھ نیند کی گولیاں بھی دے دینا کھانے سے پہلے کی دوا فریش ہو جائے گی۔" جاسیہ آپا نے واپس مڑتے ہوئے کہا تو فاطمہ کے دل سے ہوک سی اٹھی۔

"وہ میرا اپنا وجود ہے جا رہا ہے ۔۔" آپا کہتی تھی نیند کی گولیاں کے ساتھ نہیں چھوڑنے لگے ہیں کے آنسو بہتے رہے اس کی۔

"بڑے بھیا اب۔۔ ان کے حوالے سے اب ہم"

سوچ رہی تھی تکلیف دہ ہو گئی تھی اس کا دل گھبرانے لگا۔

"یہ کیا ہو گیا میرے ساتھ اور یہ کیا کر دیا تم نے میرے ساتھ ولید۔" اس کی نظروں نے اپنے ہاتھوں مہندی سے بنے گل بوٹوں میں اپنے نام کے ساتھ بڑے بھیا کا نام دیکھ کر لرزتے ہوئے بے اختیار ہو کر دل ہی دل سے شکوہ کیا تھا۔

"میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔" غیر شعوری طور پر اپنے ہاتھ سے بڑے بھیا کا نام چھپاتے ہوئے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک گئیں۔ لاریب اسے بازو کے حلقے میں لیے دھیرے دھیرے تھپکتی رہی۔

"پتہ نہیں کہا اس نے۔" کچھ دیر بعد جاسیہ آپا اندر آئیں تو فاطمہ کی نم ہوتی آنکھیں دیکھ کر لاریب سے پوچھا تھا لاریب نے اشارے سے نفی میں گردن ہلا دی۔

"چلو خیر بعد میں کھانا کھا لینا ابھی تو چلو فاطمہ لوگ بلا رہی ہیں۔" جاسیہ آپا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کرتے ہوئے کہا وہ بھی بغیر کسی مزاحمت کے ساتھ ہو لی۔ آپا نے دروازے سے نکلنے سے قبل رک کر اس کے آنسوؤں سے بھیگے ہوئے چہرے کو دیکھا تھا اور دوپٹے کے بغیر اس کا شانہ چھو کر دوپٹہ کھول کر اچھی طرح اوڑھا دیا کہ باہر صحن میں ابھی بھی کچھ مہمان رشتہ دار بڑے بھیا کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جن میں جاسیہ آپا اور لاریب کے شوہر بھی شامل تھے آپا اسے ساتھ لگائے اماں کے کمرے میں آئیں تو وہیں لاریب کی ساس بھی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھیں اور اماں سے کوئی بات کر رہی تھیں۔ جس نے فاطمہ اور بڑے بھیا کچھ دیر تک پوچھتی کے بیٹھے رہنے کے بعد دونوں ہاتھ پھیلا دیے تھے وہ آہستہ اور دھیمے قدموں سے آگے بڑھی تھی اور ان کے سینے میں منہ چھپاتے ہی ایک بار پھر ضبط کھو بیٹھی۔

"بیٹے میں وضو کرنے جا رہی ہوں ذرا جائے نماز بچھا دو۔" لاریب کی ساس نے جاسیہ آپا سے کہا اور قدموں پر ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے ہوئے اٹھ کر آہستہ

آہستہ چلتی کمرے سے نکل گئیں۔

"مجھے معاف کر دو فاطمہ میری بچی اور اسے قدرت کا فیصلہ سمجھ کر دل سے قبول کر لو بیٹا وقت ثابت کرے گا کہ یہ سب تمہارے حق میں کتنا اچھا ہوا ہے۔" انہوں نے اسے اپنی آغوش میں سمیٹ کر محبت سے تھپکتے ہوئے کہا مگر وہ تو کسی بت کی طرح ساکت کھڑی رہ گئی۔

"میں جانتی ہوں بیٹا کہ ابھی تمہیں ذہنی و قلبی طور پر اس رشتے کو قبول کرنے میں وقت چاہیے لیکن میں بھی [illegible] کہہ رہی ہوں ولید ہر لحاظ سے بہترین انتخاب ہے بیٹا میں اس لیے نہیں کہہ رہی کہ وہ میرا بیٹا ہے اس لیے کہہ رہی ہوں کہ وہ تمہارے لیے رب کا منتخب کردہ ساتھی ہے اتفاق تم بھی سمجھتی ہو کہ [illegible] تمہارا [illegible] ولید ہی تھا اور مجھے خوشی ہے کہ اللہ نے میری لاج رکھ لی اور روز قیامت مجھے اپنی بھابھی کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچا لیا [illegible] ہمارے فیصلے دھرے رہ گئے اور وہ ہو گیا جو کسی نے بھی نہیں سوچا تھا۔" پھپھو دھیرے دھیرے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھیں مگر اس کا دل تو اس پل وہ ضدی بچہ [illegible] جس سے اس کا کھلونا چھین لیا جائے [illegible] کوئی بھی تسلی کوئی بھی دلیل [illegible] نہیں تھا، تبھی تو اس کے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ ایک خاموش احتجاج تھا جو مسلسل وہ کر رہی تھی۔

"کاش وہ احساس [illegible] ہیں تو تمہیں بچوں کی [illegible] بیٹا اپنی [illegible] میں بولتے ہوئے [illegible] اس پہ [illegible] پڑتے ہی خشک کر دیے [illegible] بے اختیاری پھپھو کی [illegible] ان کی نظروں سے بچانے کی کوشش [illegible] ہونے لگی [illegible] خود کو [illegible] نہیں کر سکے [illegible] چہرے پہ جو [illegible] اور بے زاری کا تھا جس نے [illegible] میں انہیں اندر سے خالی کر دیا۔

لبوں کو سختی سے بھینچ ڈالتے وہ [illegible] پلٹے تو وجیہہ آپا نے [illegible] انہیں آواز دی تھی۔

"ولید کیا کہہ رہے تھے [illegible] کیوں جا رہے ہو۔"

"وہ [illegible] کمرے سے [illegible] نہیں [illegible] کہہ کر کمرے سے نکل گئے کہ وہ [illegible] باہر [illegible] کی بات سن لیں [illegible] وجیہہ آپا [illegible] ہوئے باہر چلی گئیں۔

○ ○ ○

[illegible] اگلے روز ہی چلی گئی [illegible] آپا [illegible] دن [illegible] بچوں کے ایگزیم شروع ہونے والے تھے [illegible] پھپھو کی طبیعت جانے کیوں اب بھی [illegible] سنبھل رہی تھی اور فاطمہ نے آپا کا بہت سارا [illegible] کی موجودگی کے باعث وہ ہر کام اور ذمہ داری سے [illegible] اپنے کمرے میں بند ہو کر اپنی [illegible] منا کر لی اور اس بہانے ولید کے سامنے سے بھی بچی رہی اب ایک بار پھر ان کے سامنے کے خیال سے ہی اس کا دل گھبرانے لگا اور ظاہر ہے ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے یہ ممکن تھا بھی [illegible] وہ ان سے چھپ جاتی وہ بھی اس صورت کہ اب گھر کے کام کاج کے ساتھ ساتھ پھپھو کی تیمارداری بھی اسے ہی کرنا تھی۔

ایک دن تو خیریت سے گزر گیا اس نے ولید کے آنے سے پہلے ہی سارے کام نمٹا لیے روٹی [illegible] پاٹ میں رکھ دی اور [illegible] ڈھکی دھری رہنے دی اور خود پھپھو کے پاس آ گئی [illegible] ولید کے پاس باہر کے دروازے کی اضافی چابی تھی سو دروازہ کھولنے اور بند کرنے کے [illegible] جس میں کہ [illegible] ان کا سامنا ہو [illegible] کی گئی یہ بھی ولید نے ہی [illegible] اس کے [illegible] ہوئے [illegible] چابی والا راستہ نکالا تھا [illegible] آپا کی موجودگی میں [illegible] انہوں نے [illegible] دروازے میں لگوایا تھا۔

"اس کی کیا ضرورت تھی۔" وجیہہ آپا نے حیران ہو کر استفسار کیا تھا۔

"بس [illegible] مجھے اکثر رات کو دیر سے آنا ہوتا ہے تم

وشرب ہوتی ہوئے۔ "نور صاحب کیا ابھی اتنی بڑی نہیں ہوئی کہ اب بھی نہ..." تجھیں خاموش ہو رہیں۔ فاطمہ نے دن بھیگنے تک ... دروازے پہ لگا کھڑی رہی تھی اور صرف ان سے بچنے کی غرض سے بستر میں گھس کر لحاف سر تک کھینچ لیا۔ کچھ دیر بعد ہی ان کے قدموں کی آہٹ کو اس نے جان لیا کہ وہ اندر چلے ہیں۔ وہ اماں سے مشغول کی باتیں کرتے رہے وہ تب تک سوتی بنی رہی تھی۔

"اب تو دھولوں میں ہی فاطمہ کو کہتی ہوں کھانا گرم کرے۔" پھپھو کی بات سن کر اس کا دل دھک سے رہ گیا اگر پھپھو اٹھ گئیں تو بابا جگے کریں گی اور ان کا سامنا کرنے کی اس میں ہمت بھی نہیں تھی۔

"نہیں اماں رہنے دیجئے میں خود نکال لوں گا۔" وہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے فاطمہ کا اٹکا ہوا سا رکا سانس بحال ہوا پھر "وہ بھی اس کی طرح ہی اس سامنے سے گریزاں تھے۔

"کتنی مشکل ہو گئی تھی زندگی۔" فاطمہ کے اندر دکھ اترا تو آنسو بے اختیار ہو گئے۔

☆ ☆ ☆

چھٹی کا دن تھا پورے گھر پر ایک سناٹا طاری تھا کبھی کبھی یہاں اس گھر میں زندگی کے گھروں ہنگاموں کی نذر ہو جاتا تھا اس نے سوچا اور دل دکھنے سے بوجھل ہونے لگا تو اسے بھی نیند نہیں آ سکی گی۔ آنکھ ہی بہت دیر سے کھلی وہ بھی تو اداسی اور نقاہت طاری تھی کی اصل پہچان ٹپ سی ہی صورت اپنا آپ ظاہر کر رہا تھا۔ پورے جسم میں ٹوٹ پھوٹ سی ہو رہی تھی مگر پھپھو کا ناشتہ بنانا تھا اس نے آخر بستر چھوڑ دیا۔ پھپھو واپس کروٹ لے کر لیٹی تھیں ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی جس کے دانے وہ گرا رہی تھیں۔

"آپ کے لیے چائے لاؤں پھپھو؟" کھڑے ہوئے بال سمیٹ کر کیچر میں جکڑتے ہوئے اس نے دھیمی آواز میں پوچھا انہوں نے اشارے سے کچھ دیر بعد کا کہا تب وہ شال اچھی طرح لپیٹتی ہوئی باہر دروازہ کھول کر باہر نکلی تو سرد ہوا کے ساتھ دھند کے بادل تیزی سے اندر گھس آئے اس نے باہر نکل کر اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔ سردی کچھ زیادہ ہی تھی اس نے کپکپاتے ہوئے شال کو دونوں شانوں پہ آگے تک کھینچا ساتھ ہی ناپ کی دھکن کھولی اس کے باوجود سردی اپنا اثر دکھا چکی تھی کچھ ہی دیر بعد دیکھتے اسے تین چھینکیں آئیں وہ نڈھال کر رہ گئی۔

"اف خدایا" ناک کو اچھی طرح رگڑ کر شال کے کونے سے صاف کرتے وہ پیچھے کرائی تھی جبھی اپنے پیچھے کھنکار کی آواز سن کر زور سے اچھلی اور کچن کے دروازے میں ایستادہ وجود کو دیکھ کر اس کا دل دھک دل میں دہل گیا ایک پل کو تو جی چاہا زمین شق ہو جائے کہ وہ چھوڑ کر بھاگ جائے ابھی کچن میں آتے ہوئے اس نے احتیاطاً ان کے کمرے کی طرف دیکھا تھا دروازہ بند لائٹ آف تھی۔ "یہ کیا مصیبت ہو گئی۔" وہ سوچ کر رہ گئی۔ وہ تخت جزبز ہوتی تھی۔ دل کڑا کر کے اس نے دیگچے سے ڈھکا ہوا کپ لیا اور چھان کر چائے ڈالنے کی کوشش ... اسے ... کر رہی تھی۔

"اماں بتا رہی تھیں تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں رہتی تھا؟" "اماں کو بھی نیند ہے۔" چند قدم بڑھا کر وہ سلیب سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے تھے۔ فاطمہ نے کوئی جواب نہیں دیا البتہ ان کی آنکھوں کا تاثر ضرور محسوس کر کے ہی اس کا دل اتھاہ گہرائیوں میں اترنے لگا تھا۔

"امی ... بیٹھ کیوں رہی ہو جتنا یہ بندھن تمہارے لیے ناپسندیدگی اور مجبوریوں کا باعث ہے اتنا ہی میرے لیے بھی۔ مگر بعض فیصلے ناگزیر ہوتے ہیں جنہیں بغیر ... اور فرار ممکن نہیں۔ کسی دن کہ اماں کی طبیعت سنبھل جائے تو پھر میں تمہاری مرضی کے مطابق فیصلہ کر لوں گا۔" اس کی ناگواری اور سرد مہری کو محسوس کرتے وہ حد درجہ ... ہوئے کر ... تھے فاطمہ نے ایک جھٹکے سے ... انہیں دیکھا تھا اور پھر چائے کا کپ سلیب پر ... نکل گئی۔

"اگر میری مرضی کا آپ کو اتنا ہی خیال تھا تو اس وقت صاف انکار کیا ہوتا جب آپ کے علم میں آیا تھا۔ میں جانتی ہوں کہ آپ کے نزدیک میری حیثیت کبھی بھی وہ نہیں بن سکتی مگر بہرحال آپ کو میری اس طرح تذلیل کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔" جھڑک کر وہ پلٹ کر وہاں سے بھاگ گئی۔ دل میں ایک بوجھ سا [illegible] تھا کہ انہوں نے [illegible] تو کہا تھا اس کے [illegible] ہی [illegible] ہو کر کیا تھا مگر ان کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ جیسے اس کے چہرے کی دھجیاں بکھیر گیا تھا۔ دل کا غبار نکال کر بھی جیسے سکون نہیں آیا وہ [illegible] روتی رہی تھی۔

○ ○ ○

سارا دن وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی اور [illegible] کی وجہ سے [illegible] وہاں سے آئی تھی اور خائف تھی کہ سامنے جانے سے بھی [illegible] تھی اور کہاں ان کی بات سننے کے بعد غصے سے [illegible] ہو گئی۔ آخر ایسا کیا کہا تھا انہوں نے [illegible] ختم کرنے کی بات ہی کی تھی جس کے اصرار [illegible] ہونے [illegible] تھے اور جس [illegible] کو [illegible] نہیں تھی مگر اب شاید ایک بار پھر محسوس ہوتے [illegible] پڑنے والی چوٹ اور دوسری بار محسوس ہونے والے [illegible] نے بے قابو کر دیا تھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اب کی بار ایسا کرنے والا [illegible] نہیں بیٹھا ہوا تھا کہ وہ اس [illegible] دل میں اٹھا ہوا اشتعال دبا گئی۔

کتنے دنوں کا غبار تھا جو اس طرح نکل گیا تھا اور وہ [illegible] ہو کر بھی [illegible] تھی۔

"کیا سوچتے ہوں گے وہ۔" [illegible] اپنی غلطی کا احساس [illegible] آنسو [illegible] آنکھوں میں ہی [illegible]

"نہیں [illegible] اب وہ [illegible] کہاں رہے۔" آنسو گالوں پر اتر آئے۔

"یہ تقدیر بھی کیسے کیسے کھیل کھیلتی ہے جو کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا وہ ہو گیا ہے۔" [illegible] دروازہ کھول کر [illegible] میں [illegible] آنسو [illegible] اور [illegible] کمرے کی جانب چلے گئے وہ سو رہی تھی [illegible] وہیں سے [illegible] میں چلے گئے۔

"وہ شاید مجھے بتانا چاہتے ہیں جو ہوا اب اسے [illegible] مجھے اس سے انکار نہیں [illegible] تو زیادتی ہوگی۔" [illegible] انہیں [illegible] ان کے ساتھ [illegible]

"[illegible] انتظار کر رہی تھی [illegible]" ان کی [illegible] آنکھوں سے آنسو [illegible] پلٹ کر [illegible] سے [illegible] گئی۔

"میرے لیے [illegible] آپ کی مرضی۔" [illegible] اس کے ہاتھ سے [illegible] ایک بار پھر [illegible] کی [illegible] سے نکل گئی تھی۔

○ ○ ○

رات کافی گہری ہو چکی تھی جب اس کی آنکھ کسی عجیب سے احساس کے [illegible] کھلی تھی [illegible] سر اٹھا کر [illegible] اس نے ساتھ کی چارپائی پر [illegible] کو دیکھا تو [illegible] کی [illegible] میں [illegible] ان کے [illegible] تو [illegible] اور [illegible] عجیب [illegible] اس کے [illegible] کافی [illegible] ہوئی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] سے [illegible] گلاس میں پانی

انداز ۔۔۔ وہ گھبراہٹ میں آگے سے زیادہ پیچھے گرا۔
"پھپھو، پھپھو جلدی پانی پیجیے۔" اس نے کانچ کے گلاس ان کے ہونٹوں سے لگاتے ہوئے ہونٹوں سے لگایا تھا۔ مگر ان کا ہاتھ لگنے سے گلاس چھلک گیا اور ان کی گردن بھی ایک طرف کو ڈھلک گئی۔
"پھپھو۔" وہ گلاس چھوڑتے ہوئے منہ پہ ہاتھ رکھ کر چلائی اور پھر روتے ہوئے الٹے قدموں دروازے تک گئی پھر [illegible] کرنے کے بعد بھاگتے ہوئے ولید کے کمرے تک گئی اور شدید گھبراہٹ کے عالم میں دونوں ہاتھوں سے دروازہ دھڑ دھڑایا۔ وہ جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی اپنا کام مکمل کر کے سونے کو لیٹے تھے گھبرا کر تیزی سے اٹھے۔ دروازہ کھولتے ہی اس کی غیر ہوتی حالت اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے کچھ سمجھ گئے۔
"ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" اسے الٹ پھیرے انداز میں بازو سے پکڑ کر راستے سے ہٹاتے ہوئے وہ دوڑتے ہوئے قدموں سے ماں کے کمرے میں پہنچے۔ دھک دھک کرتے دل اور بے جان اعصاب لیے وہ بھی ان کے پیچھے ہی آئی تھی پھر جب تک وہ انہیں [illegible] دیتے رہے وہ دروازے سے چپکی تھر تھر کانپتی [illegible] کرتی رہی تھی کچھ ہو جانے کا خوف اسے ادھ موا کر چکا تھا خاصی دیر بعد جب پھپھو کی حالت سنبھلی اور وہ پرسکون ہو گئیں تب گہرا سانس کھینچتے ہوئے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑتے ہوئے ولید نے خود کو ریلیکس کرایا تھا۔ مگر تب ہی بے اختیار نگاہ دروازے کی [illegible] سے جا ٹکرائی۔ کھل کر بکھرے ہوئے بال، آنسوؤں سے تر چہرہ، آنکھوں میں ہراس بھرا ہوا وہ خاصی قابل رحم لگی تو اٹھ کر اس کے نزدیک گئے۔
"پھپھو اب ٹھیک ہیں۔" ان کا ہاتھ اس کے آنسو صاف کرنے کو بڑھا تھا مگر [illegible] احساس ہوتے ہی پیچھے ہٹا لیے گئے۔
"اب تم ریلیکس ہو کے سو جاؤ۔ میں بھی آرام کر لوں۔" اسے تسلی دے کر وہ دروازے کی سمت بڑھے تو فاطمہ نے بے اختیار گھبراتے ہوئے انہیں آواز دے ڈالی تھی۔
"پلیز مت جائیے۔ مجھے یہیں رہنے دیں ان کے پاس۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔" وہ اتنی گھبرائی ہوئی تھی کہ وہ بس اسے دیکھ کر رہ گئے۔ انہیں لگا اگر انہوں نے اس وقت اس کی بات نہیں مانی تو وہ ایک بار پھر سے رو پڑے گی۔
"ٹھیک ہے میں یہیں ہوں۔ بیٹے اگر تم چاہو تو میرے کمرے میں جا کے سو جاؤ۔" وہ پھر سے کرسی سنبھالتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے گویا ہوئے۔
"نہیں میں ٹھیک ہوں۔" وہ ممنونیت سے کہتی ہوئی جا کے اپنے پلنگ میں [illegible] لیٹ کر [illegible] ہوا انہیں دیکھ کر خود سے غافل ہو گئی۔

○ ○ ○

"رات کیا ہوا تھا پھپھو کو۔" ان لمحات کا خوف ابھی تک اس کے اعصاب پہ سوار تھا۔ وہ کچن میں کھڑی ناشتا تیار کر رہی تھی جب وہ اندر آتے نظر آئے تو پوچھے بنا نہ رہ سکی یہ سوال کر دیا۔
"اینجائنا کا اٹیک اور بہت شدید قسم کا۔ اگر ذرا سی دیر [illegible] بند ہو جاتی تو۔" انہوں نے جھرجھری سی لیتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔ جبکہ وہ [illegible] انہیں دیکھ رہی تھی کہ اس [illegible] جیسے جان کھینچ لی گئی۔
"بیماری کب سے ہے انہیں؟" آواز اس کے حلق میں ہی اٹک کر رہ گئی۔
"انہیں اپنی زندگی کا کوئی بھروسا نہیں رہا تھا جبھی تو بہت سے لوگوں اور [illegible] کچھ کر [illegible] جو عام حالات میں شاید کبھی ممکن نہ ہوتا۔" وہ بہت سوچ کے بولتے [illegible] فاطمہ نے چونک کر انہیں دیکھا تو وہ سر جھٹکتے ہوئے بات بدل گئے۔
"چلیں اگر [illegible] میرے لیے تیار ہی ہو تو [illegible] میں صرف چائے لوں گا۔" فاطمہ نے دیکھا وہ رسٹ واچ پہ نگاہ ڈالنے کے بعد کف لنکس بند کر رہے تھے۔ اسے ایک عجیب سے احساس نے گھیر لیا

احساس شرمندگی سے وہ خود بھی کھٹ گئے تو عصر کی اپنی جوش کھاتی چائے چھان کر کپ میں نکالنے کے بعد ان کی طرف بڑھا دی۔

"تھینکس۔" ان کے شرمندہ ہوتے لہجے میں جو تکلف تھا وہ فائز کو بہت محسوس ہوا تھا، اس سے پہلے بھی ان کے کام کرتی رہتی تھی مگر اب ان کا رویہ ایسے ابھی اور سو ہرسا یکیوں تھا۔ یوں جیسے ایک دم ہی بہت سارا فاصلہ اور تکلف بیچ میں آگیا ہو اور یہ فاصلے وہ ختم ہو گئے تھے جنہیں وہ ابھی تک قائم رکھنا چاہتی تھی کہ ابھی تو ملیحہ صرف کسی کی بہو تھی کے بعد طلال کا موسم تھا جس کا فیصلہ وہ پھپھو کا ساتھ نہ کر آگے بڑھے حیا ان کے پاس بیٹھے تھے۔

"شام میں تیار رہیے گا، کالا میں آپ کو چیک اپ کے لیے لے جاؤں گا۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ گئے فائز نے چونک کر پھپھو کو پریشانی سے دیکھا۔

"کس لیے چیک اپ ہو گا پھپھو کیا ہوا ہے آپ کو؟"

"بیٹا، یوں ہی پریشان ہو رہا ہے ہلکا ہلکا سا درد ہے پیٹ میں، اب مجھے جنسوں کی مشینوں کے آگے بٹھانے کو لے جا رہا ہے۔" پھپھو اس کا اترا سا چہرہ دیکھ کر بچے کو سرسری سا بتا رہی تھیں مگر اس کی تشویش کم نہیں ہوئی تھی۔

"پھپھو سچ بتائیں مجھے کیوں درد ہوتا ہے آپ کو؟" وہ ان کے گھٹنوں سے لگ کر بیٹھ گئی۔

"کوئی درد نہیں ہے، بیٹا خوامخواہ پریشان ہو رہے ہو تم دونوں۔" انہوں نے ٹال دیا تھا مگر وہ اس وقت اسے نہیں بتا سکی تھیں جب ٹیسٹ رپورٹ کے بعد یہ انکشاف ہوا کہ ان کے پیٹ میں رسولی ہے جو آپریشن [illegible] اب سے [illegible] کرنے لگی تھی۔

"[illegible] آپریشن ہو گا کچھ نہیں ہوا مجھے۔" انہوں نے [illegible]

"[illegible] کو مجھ سے [illegible] لگا ہے۔" اماں [illegible] کے بعد [illegible] نے ان کے ہاتھ تھام لیے اور پہلی بار پھپھو نے تردید نہیں کی، انہوں نے سر

اونچا کر کے دیکھا ان کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔

"امی کا غم میرے بیٹے کو چھوڑ گیا ہے ورنہ یہ بہت روتے ہیں، یہاں بیٹھ کر اگر آجائے ایک بار صورت تو دکھا دے میں ساری خطائیں معاف کر چکی ہوں اس کی۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیں تو روتے بچا کی آنکھوں کی سرخیاں گہری ہو گئیں وہ اسی سے بتانے لگا ان کے کہنے سے پہلے ہی وہ خود اسے کہہ چکے تھے مگر اس کی ایک ہی رٹ تھی۔

"کامی ہمیشہ کے لیے وہ اسے چھوڑ کر نہیں آسکتا۔"

"اماں کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہاں، وہ صرف تم سے ملنا چاہتی ہیں۔" اور اس کے بعد وہ بیٹے کی چپ سی ہو گیا تھا۔

"اماں کو آپ سمجھا سکتے ہیں، حیا بیچاری تو بیچ میں خود سوچتی ایک طرف وہ معذور ہے اور سے پہلے بھی میں نے اسے ایسی حالت میں تنہا چھوڑ دیا۔" انہوں نے فون بند کر دیا تھا، دکھ انہوں نے محسوس کیا تھا وہ اماں کو اسی دکھ سے بچانا چاہتے تھے جبھی کہہ نہیں پائے تھے۔ مگر اس شام چائے پیتے کیا سوچ کر انہوں نے یہ بات فائز سے کر دی تھی۔

اس وقت اس نے واشنگ مشین لگا رکھی تھی کپڑے لگاتے اس کے ہاتھ اسی زاویے پر ساکن ہو گئے اسے ایسی بات کی توقع نہ ہوا تھا جبھی خاصی تاخیر کے بعد بولی تھی۔

"کیا کہا آپ نے؟"

"وہاں کو اماں کی بیماری کے متعلق بتا کر آنے کے لیے فون کیا۔" انہوں نے اس کے چہرے سے نظر ہٹالی تھی ورنہ اس کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھ کر ضرور اس کے غصے کی انتہا کا اندازہ کر لیتے۔

"پھر آپ خود کیوں نہیں گئے۔" وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی اتنی سرد مہری سے بولی تھی کہ انہوں نے ٹھنڈا سانس بھر کے ایک نظر اسے دیکھا تھا۔

دسترخوان سمیٹ کے کھڑے ہوا ہوتے ہوئے عاص
کے تحفظ اور مجھے اس کی آواز پہ چونک سی ہو گئے۔
"اس کے بعد مجھے اس موضوع پہ کوئی بات مت کیجیے۔" سب کچھ ویسے ہی چھوڑ چھاڑ کر وہ اندر اپنے کمرے کی طرف بھاگ گئی تھی وہ اس کی آنکھوں میں نمایاں نمی کو دیکھ چکے تھے۔

○ ○ ○

پھپھو کے مرض کی وجہ سے ہی شاید بڑے بابا نے جانے کیا کو بلایا تھا اسے بھی سہولت ہو گئی تھی وہ مراہٹ کا احساس اس وحشت سے بھی چھٹکارا دلانے والا تھا۔ وہ پھپھو کے یرقان کا سننے کے بعد سے اس کے اعصاب کو آنکھیں ان کے چہرے پہ گڑی تھیں وہ پھپھو کے لیے پرہیزی کھانا تیار کر رہی تھی ساتھ ہی تا بھی کو اس حد تک نہیں کہا بھی ہلکے سے گنگنا رہی تھے بچانے میں قدم رکھا وہ ایک دم نروس سی ہو گئی۔ عادت کے مطابق آج وہ مرے سے پہلے دوپٹہ اتار کر سلیب پہ رکھ چکی تھی اور اب یہ صورت حال تھی کہ دونوں ہاتھ آٹے میں سنے ہوئے تھے وہ خفت زدہ سی مزید محسوس انداز میں رخ پھیر گئی اور ان کے باہر جانے کی منتظر بھی مگر وہ تو خاصی فرصت سے آئے تھے ساس پین میں پانی ڈال کر چولہے پہ چڑھا دیا یقیناً چائے بنانے کا ارادہ تھا۔

"آپ چائے میں ہاتھ بنا کر لے آؤں گی۔" اس نے صرف انہیں وہاں سے ٹرخانے کو اپنی خدمات پیش کی تھیں۔

"تو تم کس میں تم پہ بوجھ نہیں بننا چاہتا۔" انہوں نے جواب میں نو لگے ہیں سے کہا تو قائرہ کی چاہا تھا کہ دے ہو تو آپ بن بیٹھے ہیں کا اور بوجھ نہ اٹھانے میں اور کو مہربانی ہوں۔ مگر کچھ کہے بغیر ہی نے رخ سے انتظار کرنے ہاتھوں سے دوپٹہ اٹھا کر شانوں پہ پھیلا لیا اور ایسا کرتے ہوئے وہ اس بات سے قطعی بے خبر رہی تھی کہ انہوں نے اس کے چہرے کے تاثرات اور اس حرکت کو بہت گہری نظروں سے دیکھا ہے اور لب بھی سختی سے بھینچ لیے ہیں۔

"کہاں جا رہی ہو بات سنو میری۔" آگے کا فاصلہ فرج میں رکھ کر سنک پہ ہاتھ دھونے کے بعد وہ دوپٹے سے ہی خشک کرتی وہ جیسے ہی باہر جانے کو مڑی ان کی خفگی آواز پہ وہ چونک کر متوجہ ہوئی جیسے ان کی اس بات پہ جو بھی دکھی ہو۔

"جی کیا بات ہے۔" اس کی حیرت چھپائے نہ چھپی تھی۔

"کالج کیوں نہیں جا رہی ہو تم۔" وہ فرج کا دروازہ کھولے فریش تھے پانی سے نظر ہٹا لی۔

"پھپھو کی وجہ سے ان کی طبیعت۔"

"اسی لیے تو آپ کو بلایا ہے میں نے کل سے کالج جانا شروع کرو تمہارے ایگزیم قریب ہیں۔" انہوں نے ریک سے گلاس لے کر بوتل سے پانی گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا تو قائرہ پوری کی پوری ان کی سمت مڑنے پہ مجبور ہو گئی۔

"ایگزیم ہے وہ جبکہ میں پھپھو کی وجہ سے بہت ٹینس ہوں اب پڑھنا بہت مشکل لگنے لگا ہے۔" وہ جانے کیسے ان سے اپنی کیفیات شیئر کر گئی۔

"ایگزیم نہیں دو گی تو ڈگری بھی نہیں ملے گی اب تو بی اے کی ڈگری بھی ویلیو نہیں، مجھے تمہارے ایڈمیشن تو انٹری ہی رہ جائے گی میں کہہ رہا ہوں ٹینشن مت لو اور کل سے کالج جا رہی ہو تم صبح ناشتہ پہ تیار رہنا میں خود ڈراپ کروں گا سمجھیں۔" اپنی بات مکمل کر کے وہ رکے نہیں تھے اس کے پاس سے گزر کر باہر چلے گئے مگر قائرہ ان کے ہونٹ بے اور قطعی انداز پہ گھورتے ہوئے ہی رکتی رہ گئی۔

○ ○ ○

گنگناتے ہوئے آنچل کی ہوا دے مجھ کو
انگلیاں پھیر کے بالوں میں سلا دے مجھ کو
یاد کرتے تجھے تکلیف ہی ہوتی ہو گی
ایک قصہ ہوں پرانا سا بھلا دے مجھ کو
[illegible] تمنا بن جاؤں

آخری بار تو ساحل سے صدا دے مجھ کو
چاہے آپ کے احساس دلانے پہ وہاں کے کیپ میں
گئی تھی وزٹنگ کے لیے مگر نظر اٹھا کر بھی
پھر سے پلٹ کے اشعار پہ پڑی اس کی گرفت ڈھیلی کی
ساکت ہو گئی۔

"اونہہ بار بار لکھی کے احساس سے بچتے ہوئے
بیٹے اس کے لیے اور احسان مند ہوتے ہوئے
پھرتے ہیں۔" اس کے اندر ایک دم ہی غصہ کا ابال
سا اٹھا تھا جسے خیال میں لاتے ہی ان دیکھی تصویر
کی تلاش میں پورا البم پلٹ کر رکھ دیا۔ تصویر تو نہیں ملی
البتہ وہ ضرور جھنجھلا گئی تھی۔

"ہاں وہ کیوں بھلا اپنا ثبوت اس طرح لگے ہم
جیسوں کے کاش ایک بار ہاتھ لگ جائے تو دکھاتی
ہوں۔۔۔ اونہہ بڑے معتبر اور شریف بنے
پھرتے ہیں۔" یہ نہیں اس وقت میں کیوں اتنی ایکسائٹڈ
ہو گئی تھی کہ جانے تصویر دیکھنے کے شوق کے
جذبات کو لفظ دے الفاظ میں گم ہو گئی اور تبھی تو کچھ
بولی تھی۔" اس نے جھٹکے سے سر ہاتھ کا سہارا دیے
رکھے ہوئے تھی۔

"آہم۔" وہ کھنکار کر اپنی موجودگی کا احساس دلاتے
ہوئے کمرے میں چلے آئے ہوئے جبکہ فاطمہ
اس غیر متوقع آمد پر اپنی جگہ اچھل کر رہ گئی۔

"خیریت۔" ان کی نگاہیں بکھرے ہوئے کمرے
کے سامان پہ اٹکی ہی تھیں

"جی کچھ۔ وہ آپا کہہ رہی تھیں کہ اسے وزٹنگ کر
لوں تو۔" انہیں سامنے پاتے ہی اس کی جھنجلاہٹ
ہوا ہی سوار ہو گئی اور غصہ ہوا آیا تھا وہ تصویر
ان کے ہاتھوں میں دیکھ کر ان کے چہرے آنکھوں اور
لہجے میں وہ دیکھ چکی تھی۔

"وزٹنگ، میرا تو خیال ہے جیسے یہاں کسی گم شدہ چیز کی
تلاش ہو رہی ہے۔" ان کی مسکراتی ہوئی نظریں
اس کے چہرے پہ تھیں تو فاطمہ کی گھبراہٹ پر اس
وقت چھا گئی۔

"نہیں بالکل نہیں میں صفائی ہی کر رہی
تھی۔" وہ تیزی سے جھک کر پلنگ پہ چادر بچھانے لگی وہ
کچھ دیر اسے یونہی دیکھتے رہے پھر دھیرے سے جھک کر
واپس دروازے کی طرف بڑھ گئے تو فاطمہ کا جانے کب کا رکا
ہوا سانس بحال ہوا۔

○ ○ ○

پھر وہی ہوا تھا جس کا ڈر تھا جس کا خوف سمت جیجے
سے ہوا تھا یہ اس کے دل میں پہلے ہی آ کر بیٹھ گیا
تھا۔ پچھلے سات ماہ سے وہ کسی سے بھی کھلے نہ
تھے۔ کوششوں سے نجات پا گئی تھیں۔ انہیں سب سے
زیادہ فکر اسی کی تھی اس کی طرف سے اپنا اطمینان ملا
کر خود بے سکون ہو کر سو رہی ایک گہری نیند کے بعد
فاطمہ کی واقعی طبیعت بھی انہیں بگڑنے میں پوری
تھی۔ پچھلے سات دن گزرے مگر فاطمہ کا کام نہیں
وہ اسی دکھ نے اسے مستقل بستر پہ ڈال دیا تھا۔ نثار
فاطمہ کا کام ہی نہ لے رہا تھا۔

"میرا خیال ہے ولید اس کے ٹیسٹ وغیرہ کرا لو مجھے
تو اسے دیکھ کر ہول اٹھ رہے ہیں۔" آپا ولید کے
ساتھ بولتی ہوئی اندر آئی تھیں۔ اس نے چادر میں منہ
چھپا لیا۔ وہ اس وقت کسی کا بھی سامنا کرنے کو تیار نہ
تھی۔

"ایک گھنٹے تک اسے تیار کر دینا میرا خیال ہے
ٹھیک ہے بار اس کا مکمل چیک اپ کرانے کے
بعد وہ ٹھیک ہو جائے گی۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے
ہوئے تو فاطمہ کا دل دھک سے رہ گیا۔

"اب تو نہیں ہے مجھے بخار ایسے ہی پریشان ہو رہی
ہیں آپا۔" گھبرا کے وہ منہ چادر سے نکال بیٹھی تھی
الجھے ہوئے بال بخار کی حدتوں سے سرخ ہوا چہرہ
گلابی ہوتی ہوئی آنکھیں اور وہ بے چین ہوئے ان کی نگاہ
پھسل کر اس کے چہرے پر ٹھہر گئی۔ وہ اپنی کلائی
بڑھا چکی تھی نبض چیک کرانے کو یعنی اب بھی ان کے
ساتھ جانا نہیں چاہتی تھی۔ انہوں نے گہرا سانس کھینچا
اور لب بھینچے ہوئے اس کی نبض تھامی۔

"ہوں ٹھیک ہے میں واپسی پہ آ جاؤں گا تو اسے آؤں

"گئی۔" وہ پلٹ گئے تھے فاطمہ نے ایک بار پھر چادر میں منہ چھپا لیا۔

"ہمیں پچھتاوا ہے جو آپ نے کوشش میں ابھی دلی کی طرح ہم کو خرافات اور بے حس ہو لی۔" اس کے آنسو پھر سے بہنے لگے تھے۔

○ ○ ○

پھر وہ بھی ٹھیک ہو گئی اور جیسے انگریزی بھی دے دیے تھے مگر ایک زیاں کا احساس تھا کہ جو مستقل ساتھ تھا گئی۔ مشکل تھا اور پھر لاریب کے ساتھ ساتھ واجیہ تایا کو بھی پتا چلا تھا کیونکہ وہ بے حد جذباتی تھی اس کا کیا ہو گا۔

"دانیال سے رابطہ ہوا تمہارا۔" وہ واجیہ تایا سے اس موضوع پہ بات کرنے آئی تھی ان کی آواز سن کر وہیں ٹھٹھک گئی۔ یہی تو موضوع نہیں تھا وہ جس سے بھاگ رہی تھی اب تو وہ بات سے فرار چاہتی تھی دانیال کے موضوع سے ولید کے متعلق باتوں سے۔

"ہاں ابھی پوچھ رہا تھا اسے۔" اس نے ان کی بھی آواز سنی تھی۔

"پھر بھی نہیں آیا وہ اتنا مغرور تو نہیں تھا ولید۔" وہ سسکیاں لے کر رونے لگیں۔ جواب میں خاموشی تھی۔

"ولید فاطمہ کے بارے میں کیا سوچا ہے۔" واجیہ بیگم نے تو قدم اٹھا بھی لی اس بات پہ ایک بار پھر تھم گئی۔

"کیا مطلب۔" وہ بالکل نہ سمجھے۔

"مطلب اب سے یہاں کیے چھوڑا جائے اگر تم کو تو کل ملنا کے بعد سادگی سے رخصتی کی رسم بھی ہو جائے گی۔" تایا بیٹی پہ فاطمہ کو لگا آس پاس بجلیاں جل اٹھی ہوں ایک دم میں جیسے کیا اسے سانس لینے میں دشواری ہو ان کی خاموشی اس کا دل ڈوبنے لگی۔

"نہیں واجیہ ابھی نہیں بالکل مناسب نہیں ہے بھائی بھی تو کرنا ہوں اس کے بعد ہی ان کو قبول کرنے تو کیا کرو گی تم فاطمہ کو اپنے ساتھ لے جاؤ ایسا میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ تم اپنے گھر میں طبیعت ہو لاریب کی تبدیلی پہ بھی بھائی جان بھی ہمارے اس فیصلے سے آگاہ ہیں۔" وہ کچھ دیر چپ رہے تھے جبکہ فاطمہ بے اختیار پرسکون ہو کر وہیں سے پلٹ گئی۔

○ ○ ○

"ہو گئی تمہاری تیاری۔" واجیہ تایا نے اس کے کمرے میں جھانکا وہ جھک کر بیگ کی زپ بند کر رہی تھی کمر اسا ہی کھینچ کر سیدھی ہو گئی۔

"جی ہو گئی۔"

"ولید آ گیا ہے۔ بس تمہارا ہی انتظار کر رہے ہیں نیچے۔" وہ کہہ کر پلٹ گئیں تو فاطمہ اپنا بیگ اٹھائے کمرے سے نکل آئی۔

"چلیں۔" وہ لاؤنج کے پلر سے ٹیک لگائے اسی کے منتظر تھے اسے آتے دیکھ کر سیدھے ہوتے ہوئے دیکھ کر خود بڑھ کر اس کے ہاتھ سے بیگ لے لیا۔

"واجیہ۔" بیگ گاڑی میں رکھ کر وہ مڑے تو واجیہ تایا کو آنسو بھری آنکھوں سے دروازے کو تھامے دیکھ کر آہستگی سے پکارا۔

"جی۔" وہ چونک گئی تھیں اور سر جھکا کر لب کاٹتے ہوئے آنسو پونچھتی ان کی سمت آئیں تو ولید نے انہیں بازو کے حلقے میں لے لیا تھا۔

"اور کتنا روؤ گی جانے والے لوٹ کر تو نہیں آتے اس طرح۔" لاریب کل ہی چلی گئی تھی واجیہ تایا کے بچے بھی اپنے پاپا کے ساتھ آئے تھے چونکہ ان کی رہائش لاہور میں ہو رہا تھا کیونکہ وہ فون کے بعد ہی چلے گئے تھے واجیہ تایا البتہ فاطمہ کی وجہ سے رکی ہوئی تھیں۔

"بہت دکھ ہو رہا ہے ولی ولید پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ اپنے گھر جا رہی ہوں تو اگلی نے جو تقاضا تو اچھی تم کو رخصت میں رخصت نہیں کیا بس دل بھر آیا۔" روتے ہوئے آنسو پونچھتے ہوئے وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولیں تو ولید نے محبت سے ان کا سر تھپکا تھا۔

بہت کچھ کہا نہیں تھا فاطمہ نے دیکھا ان کی اپنی آنکھیں شدت ضبط سے لہو رنگ ہو رہی تھیں۔ ابھی ان کے جملہ مکمل ہونے کی نوبت بھی نہیں آئی تھی کہ وہ اس کیفیت سے باہر آگئے وہ کچھ کہنا چاہ رہے تھے جب فاطمہ تیزی سے اندر آئی۔ گاڑی کے ہارن سے ایک گاڑی کھڑی ہو گئی تھی جس کا ابھی دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ بیگ کندھے پر لٹکائے دوسرے ہاتھ میں سوٹ کیس لیے بلیک جینز میں اندر چلا آیا۔ فاطمہ تو اسے دیکھ کر گنگ سی ہو گئی۔ پہلے سے کہیں زیادہ صحت اچھی ہو گئی تھی رنگت بھی نکھری ہوئی تھی جینز شرٹ اور جدید اسٹائل کی کٹنگ کے ساتھ ایک نئی چھب لیے انتہائی شاندار اور جچا ہوا لگ رہا تھا۔ فاطمہ تو بس اسے دیکھتی رہ گئی۔ پاپا کے لیے اس کی یہ اچانک آمد حیرت، دکھ اور خوشی کا باعث بنی تھی۔ وہ اس سے ملنے کا احساس کرتے ہوئے اس کے گلے لگ کر بے تحاشا رو دیے تھے۔

پاپا بہت جلد سنبھل گئے تھے۔ وہ آخر دم تک نہیں رو سکی تھی۔ پاپا نے پھر سسکیوں کے درمیان بتایا تھا کہ وہ پھر بھی کتنا شکر گزار ہے۔

"کیسی ہو فاطمہ۔" پاپا کو خود سے الگ کرنے کے بعد وہ اس کی سمت متوجہ ہوا تھا اور فاطمہ کا ضبط اسی پل چھلک گیا تھا اس نے سسکیاں روکنے کو منہ پر ہاتھ رکھا تھا اور پلٹ کر بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں جا گھسی تھی۔

"آپ کیسے ہیں بڑے بھیا کیا آپ بھی باہر ہی رہیں گے سب کچھ بھول کر؟" وہ خفیف سا مسکرا کر بولا اور ان کی نظریں فاطمہ کے کمرے کے بند دروازے پر جھک رہی تھیں ہوتے ہوئے اس کی سمت متوجہ ہوئے اور انہوں نے بڑے اطمینان سے جنبش دی تھی۔

"اندر چلو، وہاں تھک گئے ہو گے۔" اسے کوٹ اتار کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر آنے کے انداز میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ پاپا نے جلدی سے کہا۔

"لگتا ہے آپ کہیں جا رہی تھیں۔" وہ ان کے سراپے کو چادر میں دیکھ کر قیاس کرتے ہوئے بولا۔

"ہاں شاید، فاطمہ کے گھر جا رہے تھے۔"

"کون سے گھر؟" وہ چونکا۔

"میں فاطمہ کو اپنے ساتھ لے جا رہی ہوں۔" پاپا کی وضاحت پر وہ بیٹھے بیٹھے گھبرا سا گیا تھا۔

"ہاں ظاہر ہے اب وہ تمہارے بھیا کے ساتھ رہیں گی۔" وہ بولا پاپا نے ایک نظر بڑے بھیا کو دیکھا جو سر جھکائے کھڑے ہوئے تھے کی نوک سے بولے ہوئے بڑے سے کنشن کو تیزی سے گھما رہے تھے پھر دوبارہ ان کے قتل کے متعلق بتانا چاہتی تھیں مگر دانیال نے سوچا ہی نہیں وہ ہونٹ اٹھا بات شروع کر چکا تھا۔

"کہاں ہے وہ کیا ہے۔" انہوں نے ہونٹ کاٹ کر چاہتے دانیال کو دیکھا اور بےبسی سے سوچا۔

"ایک بات کہوں فاطمہ۔" وہ کچن میں سنک کے آگے کھڑی برتن دھو رہی تھی جب دانیال دروازے کی چوکھٹ میں آ کر کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔ فاطمہ نے سر سری سی نگاہ اس پر ڈالی۔ جس سے وہ مسکرا رہا تھا۔

"اس سوگواری کے ساتھ تمہاری خوب صورتی کچھ اور بھی اپیل کرنے لگی ہے ویسے بھی والدین کی موت سوگواری ہے۔ کہتے ہیں ماں کی موت کی وجہ سے یا تمہارے بچھڑنے پر بولا۔" فاطمہ نے اس کی پوری بات بے توجہی سے زور سے سنک میں پٹخا تھا اور ایک جھٹکے سے اس کی جانب پلٹی۔

"مطلب کیا ہے آپ کا اس فضول بات سے۔" اس کے خفا تیوروں کا جال دیکھ کر دانیال ایک دم گڑبڑا گیا۔

"او سوری یار ویسے اس طرح بدلحاظ ہو کر کیا تم میرا دل بے چارہ ہو رہا ہوں۔ مجھ میں نے تمہارے ساتھ کیا کیا اُف ۔ سوری مجھے احساس ہے کہ میں تمہارے ساتھ۔"

"سنو دانیال، پلیز آف لیا نہ ہو کہ میرا ضبط ختم

ہو جائیں تو یہاں سے چلے جاؤ۔" وہ پوری قوت صرف کر
کے چلائی تو گیا بدحواس ہو کر اپنے بیڈروم سے بھاگی
آئی تھیں۔
"کیا ہوا؟" دانیال کو دیکھتے ہوئے انہوں نے سوال
دانیال سے کیا تھا جو مٹھیاں بھینچے سرخ چہرے کے ساتھ
آنکھوں میں نمی لیے کھڑی تھی۔
"پاپا اسے کہیں یہ یہاں سے چلا جائے ورنہ میں
کچھ بھی کر سکتی ہوں۔" وہ یکدم ہی پاپا سے عجیب
ہراساں ہو کر چلائی۔ تو پاپا نے تیزی سے بڑھ کر
دانیال کا بازو پکڑ لیا تھا۔
"تم واپس چلو میرے ساتھ تو۔" پاپا اسے کھینچتے
ہوئے ساتھ لے گئے جبکہ وہ کمرے کے ساتھ
بیٹھتے ہوئے خود کو نارمل کرنے لگی مگر اندر جو آگ
دہک اٹھی تھی وہ تن من جلا کر خاکستر کر رہی تھی۔

○ ○ ○

ادیب کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ تو خیر بیہوش ہو گئی
ساتھ ہی کیا کو بچا لے لیا۔ کب جا میں کے ادیب کا
بیان لیجیے۔
"ایسا کرو تم ولید کو کال کر کے بلا لو جاتا ہو گا اسے
بھی ہمیں ساتھ لینا ہو تو اچھا ہوگا تمہارے بھائی جان کا
تو کہنا ہے کہ اس صورت میں آج کل کا بیان کرتے رہتے ہیں
گے۔" پاپا نے کہا۔ وہ فوری انکار کرنے جا رہی
تھی پاپا نے سوچ کر خود سے کہا ہے۔
"ٹھیک ہے آپ فون کر دیں۔"
"تبھی میں کہوں تم کو فون چلے ہوں گے ... بھی
تو مگر آج بھی اس سے اتنی ہی نفرت ہو ... ...
آخر کب تک چلے گا کیا ابھی بھی تمہارے دل میں
ولید کے لیے نرم گوشہ پیدا نہیں ہو سکا۔" گیا ان کے
چہرے ... ... محبت سے ... کر رہی تھیں
ہو ... ... کہ وہ بھی ... ... تھا۔
"کیا ولید کے فوری بعد آپ بچوں کے لیے اپنے
پاس بلایا تھا تو جیسی اور ... سی باتیں کہانی تھیں
والے یہ بھی کہا تھا کہ عورت کے دل میں اللہ نے بہت

تھی کہاں وہ بھی اسے محبت کے لیے ور گزر کے لیے اور
اپنے ... نے سے لیے اور پاپا مجھے چاہتی تھی جب
غیر محسوس انداز میں میرے دل سے اس ...
استوار ہونے لگا میں در آنے والا ملال رنج اور
جاتی رہی اور اس کی جگہ ان کا خیال آپ ہی آپ ہوتا
گیا۔ وہی بات کہ نکاح کے مقدس بولوں کے بعد اللہ
کی طرف سے دلوں میں محبت اتاری جاتی ہے۔ مگر تم
ولید کو شاید آج بھی عاشر کو نہیں بھلا سکے ہیں ان کا
رویہ تو دل نہیں ہوتا ہے کہ میری ہستیں جواب
دینے لگی ہیں۔" گیا سنجیدگی سے بولیں تو وہ پوری بات
سے لیے اپنی کیفیات بیان کر گئی تو پاپا نے بے
اختیار اسے دیکھے لگا لیا تھا۔
"پاگل ہو تم تو ایک بے بنیاد بات کو دل سے لگا
بیٹھی ہو۔ ولید بھی تمہارے متعلق کچھ ایسی ہی سوچ کے
شبہات کا شکار ہو گا بیٹا۔" انہوں نے اسے تھپک
کر تسلی دی۔
"میں تو بھی غلط نہیں کہہ رہی ہوں آپ نے
واقعی ان کے ساتھ زیادتی کی ہے وہ عاشر کی تصویر
سنبھال کر بیٹھے ہیں اور اسے دیکھتے ہیں وہ بدسلوکی کے
مرتکب ہے کر رہے ہیں۔" اس نے اس مرتبہ بھی
سے کہا تو پاپا نے تعجب سے اس کی شکل دیکھی۔
"کیا کہہ رہی ہو فاطمہ۔" اس کے لہجے میں
بے یقینی در آئی تھی۔
"ٹھیک کہہ رہی ہوں میں نے اپنی آنکھوں سے
دیکھی ہے وہ تصویر بھی اور وہ شاعری بھی جو وہ عاشر کی
یاد میں ... ہو کر اکثر لکھتے رہتے ہیں۔" اس
نے ... ... سے کہا اور لکھتے ہوئے روتے
ہوئے ...
"اگر آپ نے انہیں بلانا ہے تو پھر خود فون کر لیجیے
مجھ سے یہ ... برداشت نہیں ہوگی۔" وہ پاپا کو
مجبور ... کر کے ... سے نکل گئی۔

○ ○ ○

"میں پاپا کو بتا رہی ہوں ولید۔" گیا کا لہجہ ...

تھی۔ انہیں یہ خاموشی بھی بری طرح کھل رہی تھی اس کا مطلب تو یہ تھا فائقہ سچ کہہ رہی تھی۔

"کیا پوچھ رہی ہیں۔" ولید نے ایک نگاہ ان پہ ڈالی اور اسی سپاٹ چہرے کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یہی کہ آخر تم آج بھی مائل۔"

"جواب۔" انہوں نے حیرت کے انداز میں ٹوکا تھا پھر ایک دم اب سمجھ گئے ہوں جیسے کچھ کہتے کہتے عین وقت پہ ارادہ ملتوی کر دیا ہو۔

"وہ پاگل ہے۔" انہوں نے سر جھٹک کر کہا مگر تایا ان کے راستے میں بہت تیزی سے آگئی تھیں۔

"وہ نہیں مجھے تم احمق لگ رہے ہو۔ ولید حالات ایک بار پھر نازک رخ اختیار کر چکے ہیں۔ ان کی واپسی کے بعد تو خاص طور پہ فائقہ کو تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔ دل کے لیے ہوئے انداز و اطوار تم بھی محسوس کر رہے ہو یا نہیں کہ بیٹا جب پہلے سب کو اپنی ایک بے وقوفی اور ضد کے پیچھے لٹا چکے ہو اور اب بھی۔" وہ ایک دم چپ ہو گئی تھیں۔

"اب تو میرا خیال ہے کہ اب ہمیں فائقہ کی رخصتی کی رسم ادا کر دینی چاہیے۔" ان کی بات پہ ولید نے بہت چونک کر انہیں دیکھا پھر بے اختیار سر کو نفی میں جنبش دیتے گئے۔

"کیوں نہیں۔" تایا جی تنک گئی تھیں۔

"صرف یونہی۔"

"اس لیے کہ میں ایک بار پھر فائقہ پہ کوئی زبردستی نہیں چاہتا۔" تایا نے اب کی مرتبہ بہت تاسف بھری نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔

"مجھے تو لگتا ہے زبردستی اس کے ساتھ نہیں تمہارے ساتھ ہوئی۔ خدا را کہیں الجھن کی وجہ دماغ خراب کر رہے ہیں یہ لوگ۔ بھلا۔" وہ جھلاتے ہوئے واپس پلٹ گئی تھیں۔

"لگتا ہے کچھ دن رہنے کے ارادے سے آئی ہو پاپا کو

بھی فون کر دیا کہ فائقہ کو لے کر آ جائیں کچھ دن اکٹھے گزاریں گے۔ یوں وہ فائقہ اور بچوں سمیت یہ جو کو ہی آگئے۔ دل تھی اور گھر تمہارے گھر کا نقشہ ہو گیا تھا۔ سب سے زیادہ بری حالت کچن کی تھی جگہ جگہ وہ چائے کے بعد فرش پہ سے بنا گئی تھی۔ سالن کے ڈبے بکھرے پڑے تھے۔ سنک میں ابھی کی صورت حال بری تھی۔ مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں۔ دانیال نہیں تھا تنہیں اطفال میں بجت گئے۔

"فائقہ بہت بھوک لگی ہے پیچھے کھانا۔" میں نے؟ کر شور مچانا شروع کر دیا۔

"ابھی لے کر ہوٹل سے لے آئے۔" وہ کچن کی صفائی کر رہی تھی کہ پیسے لیے اور چپکے کو ولید کے کمرے میں گئی وہ دونوں جان کے پیچھے ہوا کرتے تھے اور سو کا نوٹ نکال کر ان کو تھما دیا۔

"کیا لاؤں۔"

"ہوٹل جاتے۔"

"کھانا لے آؤ۔" وہ خوشی کا اعلان کر گیا فائقہ پیچھے پلٹی تو نظر گئی۔ رائٹنگ ٹیبل پہ ہر دم ہری سجے والی ان کی تصویر پہ گرد کی ایک تہہ جم گئی تھی اس نے

UrduPhoto.com

ہاتھ بڑھا کر تصویر اٹھائی، دوپٹے کے دامن سے گرد جھاڑ کر تصویر واپس رکھی تو نگاہ شاعری کی کتاب میں الجھ گئی، اس نے یونہی کھولی، ایک جگہ پڑھ کر نظر سے پڑھنے کے انداز میں دیکھا تھا۔ اس کی نظریں وہیں جم گئیں۔

بہت مصروف ہو شاید
ہماری یاد بھی اب تو کم کم ستاتی ہے
بچھڑنے والے کا کوئی شکوہ نہیں کرتے
مگر کہنا تو چاہتے ہیں
تمہاری بے رخی کا غم
مگر اس کے لیے بھی کچھ وقت درکار ہوتا ہے
کہ تم مصروف ہو شاید
بہت مصروف ہو شاید

"کاش..." اس کے لبوں نے بے اختیار سرگوشی کی اور اگلے ہی لمحے اس نے زور سے کتاب بند کر دی تھی۔

"میں شکوہ کروں بھی تو کس سے، [illegible] جیسے کہ چلا گیا تھا، اب ہے کہ آپ نے مجھے کسی غیر ضروری شے کی طرح اپنی زندگی میں شامل کیا اور پھر بھول گئے۔" اس کی آنسوؤں سے دھندلائی نظریں ان کی تصویر پر جم گئی تھیں۔

"ماما..." بے ساختہ پکاری تھی، وہ جاتے جاتے جیسے سکتے کے عالم میں ہاتھ مار کر ان کی تصویر کو اوندھا کر گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"کس کا فون تھا پاپا؟" وہ چائے کے مگ لے کر کمرے کے اندر داخل ہوئی تھی جب پاپا نے اختتامی جملوں کے ساتھ فون بند کیا۔

"ولید کا، کوئی بہت قریبی دوست شکوہ کر رہا تھا کہ وہ اس [illegible] میں شامل [illegible]۔" "کیا فیس [illegible] ہی [illegible]۔" "آپ تو مجھے بہت سمجھتے ہیں۔" اس نے خفگی سے کہا تو پاپا مسکرا دیے تھے۔

"آپ ان جانے لگا کر [illegible] لیتا ہے کہ [illegible] انکاری تمہاری وجہ سے ہو رہا تھا۔" پاپا کے جملے کے انداز میں کچھ کی ادھوری بات نے اسے چونکا کے رکھ دیا۔

"کیا مطلب؟"

"بھئی اس کے دوست کی شادی یہیں تھی کہ وہ تمہیں ساتھ لے کر آئے گا یا نہ آئے گا۔"

"تو آپ؟" اریب نے بے چینی سے کہا۔

"آپ نے کہا ہم اسے ساتھ بھیج رہے ہیں۔" پاپا نے شوخ نظروں سے فاطمہ کا شکنجہ ہوا انداز دیکھا۔

"آپ بے ساختہ ہو۔" اریب نے اپنے بیٹے کو کان میں لگاتے ہوئے استفسار کیا۔

"آج رات کو۔"

"پاپا اتنی جلدی فاطمہ کے پاس تو کوئی ڈھنگ کا سوٹ بھی نہیں ہے۔" اریب نے کسی قدر پریشانی سے کہا تو پاپا نے یوں آنکھیں گھمائیں جیسے کہہ رہی ہوں یہ تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔

"یہ دیکھو، یہ ساڑھی فاطمہ کی پسند کی ہے [illegible] جواب ان [illegible] آ جائے گی۔" انہوں نے ہاتھ کر الماری کھول کر [illegible] جس سے ریڈ بنارسی ساڑھی برآمد ہوئی تھی۔

"مگر کوئی مجھ سے بھی تو پوچھے کہ مجھے جانا ہے یا نہیں۔" فاطمہ جو تب سے خاموشی سے انہیں دیکھ کر بیٹھ کر دیکھ رہی تھی کسی قدر بھڑک کر بولی۔

"کیوں تمہیں کیا اعتراض ہے۔" اریب نے تیوری چڑھائی۔

"آپ [illegible] کوئی فضول خوشامد مجھ سے نہ لیں۔"

"مگر مجھے [illegible] مزی کو [illegible] نہیں ہے مجھے [illegible] ہے [illegible]۔"

"اچھا مگر تمہیں الہام کب سے ہونے لگے۔" پاپا نے [illegible] کا خیال تھا وہ دونوں پیار محبت سے قائم [illegible] نہیں دیکھے۔

"آرام سے تیار رہو۔ [illegible] ولید کو بھی [illegible] کو مجھے [illegible] ایک لفظ بھی [illegible] تماشا بنا کر رکھا ہوا ہے تم دونوں نے اپنے ساتھ ساتھ ہمیں بھی۔" پاپا

ایک دم ہی بہت زیادہ غصہ آگیا تھا۔ فاطمہ نے قدرے حیرانی سے ان کا یوں تیزی سے بدل جانے والا موڈ دیکھا تھا، پھر کچھ کہے بغیر ہی اٹھ کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

○ ○ ○

اور پھر صبح "آپا نے ولید کی ایک بار پھر ... کی تھی جبھی وہ اسے ساتھ لے جانے کے لیے تیار ہو گئے تھے۔

"یہ تو بہت اچھا ہوا اپنی آنٹ۔" ولید اپنے کرتے مکمل تیاری کے ساتھ جیسے ہی باہر نکلے تو ابھی ابھی فاطمہ ناشتے سے فارغ ہو کر باہر لاؤنج میں ولید کی منتظر تھی اور ٹھیک معنوں میں وہ جیسے شش و پنج میں لگے اسے لگتے ہیں اب ... سے کنکھارنے پہ چونکے اور سنبھلتے ہی ہاتھ تھیوں پہ جا ٹکیں۔

"اتنی تیاری کی کیا ضرورت تھی ہم کسی کا ولیمہ اٹینڈ کرنے نہیں جا رہے تھے بچے کی سالگرہ کی سادہ سی تقریب ہے۔" اور فاطمہ تو جیسے ہی ان پہنچیں کرے، بیگ اور جیولری احتجاج کر لی۔ ولید کی ان کی بات پہ تھا۔ ثبات محسوس کر لی تاہم پیچھے کبھی انہوں نے تیاری کے دوران اس کی ایک نہیں چلنے دی تھی۔

"خوش ہی ابھی کچھ دیر قبل وہ جس نسیں دیکھ کر وہ خوش ہوا بیٹھا تھا اس کی خفت دور کر رہے تھے۔" آپا نے اس کی باتوں میں سرگوشی کی تھی مگر وہ رنجیدہ نہیں ہوئی البتہ آنکھوں میں آنسو ضرور آ گئے تھے اس بے قدری ... جنہیں اس نے چھپانے کی غرض سے گاڑی میں بیٹھتے ہی کھڑکی کی جانب رخ موڑ لیا تھا۔

"ہم نے تیاری کی تھی تم نے ضد کی ... ہی بچنا چاہ رہی ہو۔" گاڑی گلی کی نکڑ سے نکال کر مین روڈ پہ ڈالتے ہوئے انہوں نے اسے اچانک مخاطب کر لیا۔ فاطمہ نے بے ساختہ چونک کر ان کی جانب دیکھا، نظر اٹھا کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔

"ایسی کوئی بات نہیں، میں آپ سے ہی پوچھ رہا ہوں۔" اپنا قصور ہو تو انہیں برداشت نہیں ہوا تھا

بھی تھا سے باہر سے بھی شناسا ہوئے

"جہاں بھی گئی ہوں ایسا ہی کچھ ہوا ہے جو نہیں ہوا ہے۔" فاطمہ جو پہلے ہی گھل رہی تھی ان سے چھڑا کر کہتی ور نگی سے بولی تو ولید کچھ دیر اس کے چہرے پہ نظر جمائے کچھ کہے بعد بات تو ادا نہیں ہوئے تھے۔

"کہنے کی ضرورت نہیں ہے، میں بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں۔" وہ دونوں ہی جانتے کیوں چل بھی باتیں کرنے لگے تھے مگر فاطمہ تو لڑکی تھی ان کی بات ایک دم سن ہو کر رہ گئی۔ والدین کے حوالے سے کوئی طعنہ دے، یہ بات اسے کسی طور گوارا نہیں تھا، آج ہی فطرت ہو گئی تھی اسے ولید سے جو کچھ وہ اس کے ساتھ کر رہا تھا۔

"آپ اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہیں، آخر اس بات سے کیا مقصد ہے میں نے کبھی کہا کہ آپ کے اس قصور میں کی ... آپ ہوا اس شادی کے غم کی کرتے ہیں۔" ... کچھ دیر بعد حواسوں میں واپس آتے ہی وہ کرتے تیوروں سمیت ان پہ برس پڑی تھی۔

"میں اس وقت لڑائی کے موڈ میں نہیں ہوں۔" انہوں نے مختصر کہتے گاڑی کی اسپیڈ بڑھا دی۔

"ہاں اب تو آپ کو کچھ نہیں کہنا ہے بات جو آپ کی اس کی آرہی ہے، مگر ایک بات میری کان کھول کر سن لیں اگر آپ نے مجھ پہ اس قسم کا شک کیا تو ہنگامہ برپا کر دوں گی۔" آنکھوں میں آئے آنسو پیچھے دھکیلتے ہوئے اس نے محض وہ ہمکنار نہیں دی وہ ایسا کرنے کا پختہ عزم کر چکی تھی۔

"اور تم بھی سن لو اگر تم نے آئندہ مجھے کسی کے ساتھ انوالو کرنے کی کوشش کی تو میں بھی۔"

"کیوں نہ کروں آپ کو انوالو کیا نہیں ہے وہ تصویر آج بھی آپ کے پاس محفوظ۔" وہ ان کی بات کاٹ کر چلائی۔

پانچ منٹ اسے شدید غصہ اس کی بات پہ آیا تھا۔

"تم بکواس کر رہی ہو۔" انہوں نے گردن موڑ کر بہت غصے سے اسے دیکھا۔ فاطمہ ایک دم تھمی، ان کی بڑی بڑی سیاہ گہری آنکھیں مسکراتی ہوئی خط

تھی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"میری ہونی بھی جلدی نہیں ہوئی۔" اس نے بے بسی سے کہا تو ولید نے ایک دم نگاہ کا زاویہ بدل کر گہرا سانس بھرا۔

"تو پھر اس لڑائی کا مقصد جو تمہیں چل رہا ہے چلنے دو۔" انہوں نے جیسے بات ہی ختم کر دی۔ فاطمہ وقت کچھ دیر ان کے پرسکون انداز کو محض تکتی رہ گئی۔

○ ○ ○

وہ انتہائی سادہ سی تقریب تھی۔ ان کے علاوہ چند قریبی لوگ اور کچھ عزیز۔ اس کی طرح کسی بھی اور خاتون نے یوں بھڑکتا ہوا لباس نہیں پہن رکھا تھا۔ وہ بے حد شرمندگی محسوس کرنے لگی اور جب میزبان نے مسکرا کر یہ کہا کہ آج کی تقریب کی وجہ بھابھی ہی ہیں تو اس کی وجہ سے تقریب مزید ... ہو گئی۔ ان کی ہونے والی کو بے حد سراہا گیا تھا۔ بہت اپنائیت و محبت کے ساتھ انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔

"معذرت چاہتے ہیں اتنی دیر ہو گئی۔" "اب تمہیں اس لیے معاف کیا جاتا ہے کہ بھابھی کی تیاری دیکھ کر تمہارے لیٹ ہونے کی وجہ سمجھ میں آ گئی ہے۔" ان کے دوست نے ہنستے ہوئے انہیں چھیڑا تھا۔ کیک کاٹنے سے پہلے کیک کو کھول لیا تھا۔

"چلو بھئی اب کیک بھی کاٹ لیں بچے تو ہمارا بے زار ہو رہا ہے۔" تغلق بھائی نے کہا تو فضلی بھابھی کھلکھلاتے ہوئے اٹھ گئیں۔

"یہ ہمارے گھرانے کی روایت ہے کہ ہم اپنی مسلمان خواتین کو گھر پر تقریب میں اپنی طرف سے پھولوں کے گجرے پہناتے ہیں۔ چلیے۔" انہوں نے باری باری سب کو گجرے تھمائے اور فاطمہ کے پاس آ گئیں۔

"ولید بھائی آپ کو چاول ابھی ابھی لا کر دیا ہے یہ ہیں اور ہماری بیگم اور ہماری بھابھی بھی اس وقت تقریب آپ کے ہوش اڑا دیں گی تو بتائیے ذرا سی تکلیف کیجیے یہاں تشریف لائیے۔" انہوں نے فاطمہ کے پہلو میں خالی جگہ پر اشارہ کیا تو فاطمہ کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں انہیں دیکھنے لگے۔ البتہ ولید ان کے حکم کی تعمیل میں تغلق بھائی کے پاس سے اٹھ کر وہاں اس کے برابر آ بیٹھے اور ان کی اس بات پر گرفت کرتے ہوئے وہ سب ہنسنے لگے تھے۔

"چلیں آپ بھی ایسا ہی کر دیں تاکہ ہمیں اور دیکھنے والوں کی نگاہوں کو ایک خوب صورت منظر ملے۔" بھابھی نے ہنستے ہوئے کہا اور ولید کو گجرا تھما دیا کہ وہ اس کی کلائی پر گجرا پہنا دیں۔ ولید گجرا لے کر بیٹھ گئے۔ فاطمہ ان کی قربتوں کی تپش میں ایک دم سب بھول کر پاس محسوس کرنے لگی ان کے تماشائی ہو گئی۔

"تھینکس بھابھی آپ کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھا جائے گا ورنہ محترمہ نے تو آج سے پہلے ہمیں ایک بار بھی ایسا موقع فراہم نہیں کیا۔" اب وہ اس کی چوڑیوں سے بھری دوسری کلائی پر گجرا باندھ رہے تھے لہجہ ان کا کھنک دار شوخ اور شریر تھا کہ فاطمہ بھی الجھن میں پڑ گئی۔ کیا وہ ایکٹنگ کر رہے ہیں یا حقیقت بیان کر رہے ہیں۔ لیکن کچھ نہ تھا وہ اتنے بڑے فنکار بھی ہوں گے جب ہی کسی قدر خفگی سے انہیں دیکھتے ہوئے اپنی کلائی الگ کھینچ لی۔

"دیکھا بھابھی ظلم کر رہا تھا میں۔" انہوں نے فوراً حاضرین کی توجہ اس کی اس حرکت پر مرکوز کرائی۔ آج ان کا انداز کچھ الگ ہی تھا اور فاطمہ تو حیرت کی زیادتی سے مرنے والی ہو گئی۔

"یار شرما رہی ہیں بے چاری۔" تغلق کا قہقہہ سب سے بلند تھا اور ولید بھی ہنس رہے تھے فاطمہ سر جھکا کر ان کی صدائیں سنتی رہی۔ اسے بھی یہ سب بہت اچھا لگتا اگر اس میں صداقت ہوتی۔ ولید کی اس منافقت نے بہرحال اسے تکلیف پہنچائی تھی۔

○ ○ ○

"میرا خیال ہے کہ اب ... ختم کر دینا چاہیے۔" تایا نے لاؤنج سے ... گفتگو ... سنتے ہی وہ ہو گئی

نی تھی۔

"ہرگز نہیں، مجھے اعتراض ہے۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے عورتوں کو نوکری میں پڑنے کی۔" انہوں نے بے رخی سے جواب دیا تھا۔

"وہ اجازت دے چکے ہیں پھر آپ کو اعتراض کیوں ہے۔" انہوں نے غصے سے کہا۔

"میں پوچھوں گی ان سے بھی، آنے دو۔ بس تم چپ رہو۔" اسے ڈانٹ کر وہ پھر سے ارسلان کی سمت متوجہ ہو گئیں۔

"میرا خیال ہے اسی مہینے کی آخری تاریخ رکھ لیتے ہیں۔"

"پہلے اپنے بھائی سے بھی پوچھ لیں، انہیں کوئی اعتراض نہ ہو۔"

"انہیں اعتراض ہوتا تو نکاح کیوں کرتے۔" آپا نے اپنے تئیں جتایا تھا مگر وہ بالکل نہ بولی تھی۔

"آج کل دلی کی طرف سے بھی سکون ہے، کچھ دنوں سے کیا ہے۔ سوال کو دہرایا نہیں۔ شاید بیوی کو بھی ساتھ لایا ہو۔ بچے تو پیدا نہیں ہوئے، ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ آپا ہمارا نفس بھی تھیں۔ جس سے بچے کی غرض سے ہی وہ وہاں سے اٹھ گئی کہ جو بھی تھا بہرحال وہ بھی اب بھی اس کی اذیت کا باعث تھیں۔ وہ جانے کیا کمرے میں گئے کے بعد ابھی لی وی آن کر کے بیٹھی ہی تھی جب آپا چادر اوڑھے پرس پکڑے آ گئیں۔

"فاطمہ دروازہ بند کر لو۔ اگر کوئی آئے تو پوچھے بغیر مت کھولنا۔"

"آپ جا کہاں رہی ہیں۔" وہ حیران ہی تو ہو گئی تھی۔

"بازار جا رہے ہیں بھئی۔" آپا ہی کے تین چار گھنٹوں تک کا ہی کام ہے۔ ابھی ارسلان کے ساتھ جا رہی ہوں۔ آنے میں دیر ہو جائے تو فکر نہ کرنا۔" آپ نے لاپروائی سے جواب دیا تھا اور آپا کے پیچھے دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

"مگر آپ کو اچانک بازار جانے کی کیا سوجھی۔"

اسے کوفت سے گھورتے ہوئے کہا تھا۔

"اوہو فاطمہ! کیا ہو گیا ہے، شاپنگ کے لیے ہی بازار جایا جاتا ہے۔ جب اس مہینے کے آخر میں رخصتی کرنی ہے تو پھر تیاری بھی تو کرنا ہے۔ چند دن تو رہ گئے ہیں بیچ میں۔" آپا نے کہہ کر اسے ساکت کر دیا۔

"بچے اسکول سے آنے والے ہیں، دل چاہے تو چاول پکا لینا ورنہ انہیں کھانا ہوٹل سے منگوا دینا۔" آپا کہتے ہوئے دروازہ پار کر گئیں۔ اس نے خاموشی سے ان کے ساتھ دروازہ بند کیا تھا اور اندر بیٹھ گئی۔

"مجھے کس بات کی سزا دی جا رہی ہے، اصل کیا ہے اور ڈھونگ کیا، وہ انہوں نے اس روز اپنا بھرم رکھنے کو دوستوں کے سامنے رچایا تھا، تو کیا یونہی دھوکے میں عمر گزر جائے گی۔" اس کا دل خالی ہونے لگا۔

کئی پل اسی رو میں۔ بہت سارا روئے مگر آنکھ میں ایک آنسو بھی نہیں ٹپکا تب ہی کال بیل بج اٹھی تھی۔ وہ اس قدر بے خبر نہ ہوئی تو آپا کی تاکید کے مطابق "کون؟" پوچھ کر دروازہ کھولتی، ہوش اس وقت آیا جب ارسلان اسے سامنے سے ہٹا کر اندر گھس گیا۔

"کتنے دنوں کے بعد آیا ہوں پھر بھی تمہارے منہ پر بارہ بجے ہیں۔" وہ مسکرا کر اس کے گال کو سہلا کر بولا۔ فاطمہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا اور خود آ کر اپنے کمرے میں بیٹھ گئی۔

"مجھے انکار کیوں لگ رہا ہے کہ تم نہیں چاہتے کہ مجھے۔" اس نے خود کو تسلی دی اور کچن میں آ کر چاول پکانے کی تیاری کرنے لگی۔ چاول بن گئے تو گھڑی پر نظر ڈالی، ابھی بچوں کے آنے میں ایک گھنٹہ تھا۔ چند برتن سنک میں پڑے تھے، انہیں دھو کر پلٹی تو ٹھٹک سی گئی۔ ارسلان کچن کے دروازے سے ایستادہ ہاتھ میں پکڑے کپ سے گھونٹ بھرتا ہوا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نظریں ایسی تھیں کہ فاطمہ کو وہ ایک دم سے شرم آ گیا۔

"تمہیں جو جان من! اب بھی دیکھو تو اگر بھاگو مجھ سے بچے بھاگتی رہی۔ دیکھتا ہوں کون بچاتا ہے تمہیں مجھ سے۔" اس کا لہجہ لرزا رہا تھا۔

آنکھوں میں جنون کے رنگ نظر نہیں آ رہے تھے۔ وہ زرد رنگ کرنے لگا تھا فاطمہ کو لگا وہ خوف سے کھڑے کھڑے ابھی گر جائے گی۔

"تمہیں مجھ سے محبت ہی نہیں ہے۔" اس نے چلاتے ہوئے جواب دیا۔ "تمہیں میرے ساتھ اس طرح دیکھ کر تو بھڑک اٹھنا چاہیے تھا۔ [illegible] تمہیں چھوڑ دیں گے اور پھر تم ایک بار پھر میری ہو گی صرف میری۔" وہ قہقہے لگا رہا تھا۔

"دانیال... دور رہو مجھ سے نزدیک مت آنا۔ تم ہوش میں نہیں ہو۔" وہ الٹے قدموں پیچھے ہٹتی دیوار کے ساتھ جا لگی۔

"میں اور پیچھے ہٹوں... مجھ سے کیا جتانا چاہتی تھیں۔ تم بہت پیاری ہو بہت شوخ۔ مجھ سے [illegible] مجھ سے محبت کر لو۔ بڑے بھیا سے شادی ہو گی تو ان کی ہو جاؤ گی [illegible] آسانی سے اپنی [illegible] کی تو نہیں [illegible] تو پھر مجھ [illegible] ہو۔" وہ [illegible] گیا۔ فاطمہ نے اس کی آنکھوں میں [illegible] وحشت دیکھی اور سائیڈ سے ہو کر بھاگنا چاہا مگر دانیال نے اس کے دونوں ہاتھ مضبوط گرفت میں دبوچ کر ایک جھٹکے سے اسے اپنے اوپر گرانا چاہا مگر وہ دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر فاصلہ برقرار رکھے ہوئے روتے ہوئے لرزتی آواز میں بولی تھی۔

"چھوڑو... تم کیا کر رہے ہو پلیز مجھے چھوڑ دو۔" اس نے بمشکل اپنی چیخوں پر قابو پایا تھا اس کا گلا خشک ہوا جا رہا تھا۔ دانیال کے منہ سے عجیب و غریب آوازیں نکلنے لگیں جبکہ فاطمہ پوری کوشش کر رہی تھی اس سے اپنا آپ چھڑانے کی مگر دانیال میں تو جیسے حیوانی قوت بھری ہوئی تھی [illegible] اس کشمکش میں اس کا دوپٹہ [illegible] دانیال اپنے حواس کھو رہا تھا اس کے [illegible] آوازیں نکل رہی تھیں [illegible] بھیانک ہو گیا تھا۔

فاطمہ نے [illegible] جھک کر اس کی کلائی میں اپنے دانت گاڑ دیے مگر دانیال پر تو جیسے کسی شے کا اثر نہیں ہوا تھا فاطمہ نے زور لگاتے ہوئے اپنی اچانک قوت صرف کی جس کے نتیجے میں فاطمہ اور نشے میں دھت حواس کھوتے دانیال کو جھٹکا سا لگا اور اس کا سر اس جھٹکے کے نتیجے میں پوری قوت سے پیچھے دیوار سے جا لگا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے گرا تھا اور گرتے ہی بے سدھ ہو گیا۔ اس کا [illegible] دانیال کے نیچے دب گیا تھا جس کا اسے خیال بھی نہیں آیا۔ اس شیطان سے جان چھٹی تھی تو اس کی [illegible] نے اسے [illegible] وہ [illegible] چھوڑ کے دانیال کے بے ترتیب پڑے جسم اور سر کے نیچے سے بہتے خون کو دیکھے گئی۔

"اب کیا کروں... کس کو بلاؤں۔" اس کی سراسیمگی انتہاؤں کو چھو رہی تھی۔ جب [illegible] کی آواز سے وہ بری طرح ڈر [illegible] اچھل گئی۔ پہلا خیال [illegible] لاریب کا ہی آیا تھا دل کو [illegible] سی ہوئی جب ہی وہ [illegible] اور وہ ان [illegible] حیرت سے [illegible] خوف زدہ [illegible] کو دیکھ کر اس کے [illegible] خطا ہو گئے تھے وہ بھی اس کا حلیہ دیکھ کر [illegible] گئے تھے۔

"کیا ہوا؟ خیریت؟" مگر اس کا ضبط بالکل جواب دے گیا تھا۔ ایک دم ان کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے [illegible] ساری بات بتا دی [illegible] وہ [illegible] گئی تھی۔

"تم اکیلی کیا کر رہی تھیں [illegible] اور لاریب کہاں ہیں۔" انہوں نے [illegible] سے اسے خود سے [illegible] کر الگ کرنے کے بعد سب سے پہلے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا تھا۔

"سب [illegible] گئی ہیں۔"

"مجھے کون سی [illegible] تھی کہ جانا [illegible] ضروری ہو گیا اگر جانا ہی تھا تو مجھے کون سے خزانے کی حفاظت کے لیے رکنا تھا۔" وہ [illegible] گئے اور خون رنگ آنکھوں سے اس کا [illegible] بے ترتیب بال [illegible] وہ بس خاموش کھڑی [illegible] کی دعا کر رہی تھی۔

"فرض ہو جاؤ یہاں سے۔" وہ دھاڑے تھے اور خود تیز قدموں سے بیڈ کی سمت چلے گئے۔ فاطمہ لرزتے قدموں کے ساتھ اندر آگئی۔ ہتھیلیوں سے رگڑ کر آنکھیں پونچھیں تب ہی نگاہ آئینے میں نظر آتے اپنے سراپے پر پڑی اور دل دھک سے رہ گیا۔ شانے سے ادھڑی آستین اس کا حلیہ بار تھوڑا سا کھسک رہا تھا۔ اس نے خود کو ولید کی نظر سے دیکھا تو دل پہ جیسے منوں کے حساب سے بوجھ آگرا۔

"کیا سوچ رہے ہوں گے میرا حلیہ دیکھ کر۔" اسے بے اختیار رونا آنے لگا۔

"یا اللہ! ابھی نہیں میری قسمت میں کیا کچھ لکھا ہوا ہے۔" وہ وہاں گرنے سی بیٹھی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز پہ اس کی نگاہ اٹھی۔ ولید تھے اس کا دوپٹہ ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔

"صبح والے اور یہاں ابھی تک کپڑے کیوں نہیں بدلے تمہیں اپنے بھائیوں کا انتظار کرنے کا شوق ہے کیا، ابھی نہیں ہے کیا۔"

"ولید! پلیز بس کریں۔" دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر ایک مرتبہ پھر زور سے رونے لگی۔ ولید نے کچھ دیر تو بے بسی سے اسے دیکھا تھا پھر دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ بند کر کے واپس چلے گئے۔ اس کی ہچکیاں تیز ہو گئیں تھیں۔ پھر خود کو سنبھال کر کپڑوں کی الماری کی طرف بڑھی تھی۔ اس سے پہلے کہ کوئی اور آتا اسے اس وحشی کا ہر آثار مٹانا چاہیے تھا۔

☆ ☆ ☆

"بڑے بھائی!" ولید جب گھر آئے تھے اور جوگنگ ہونے کے بعد وہ تھکاوٹ اتنی تھی کہ کھانا کھائے بغیر ہی اپنے کمرے کی جانب جا رہے تھے جب اس آواز پر بے اختیار رک گئے۔ مڑ کر دیکھا واماں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"مجھے معاف کر دیں بڑے بھیا! پلیز مجھے معاف کر دیجیے۔" وہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر سسک اٹھا تھا۔

"مجھ جیسے انسان ہمیشہ ہی دکھی رہتے ہیں، خواہشات کی آگ میں کسی اور کی عزت نصیب ہوا کرتی ہے۔ مجھے دولت کی چمک دمک کی ہوس تھی تم بھی سے تھا کہ میں ایک عزت دار گھرانے کا چشم و چراغ تھا۔ اور اس کی بیٹی کا تضحیک آمیز رویہ اور طنزیہ گفتگو زیادہ عرصہ برداشت نہیں کر سکا اور ہر شے کو ٹھوکر مار کر واپس چلا آیا مگر بھیا مجھ میں نہیں تھی۔ فاطمہ کا بدلا ہوا رویہ مجھ سے برداشت نہیں ہو سکا تو ہمیشہ کی طرح اپنا مقصد حاصل کرنے کو انتقام لینا چاہا مگر دیکھے بھیا! میں فاطمہ کو بھگانے میں کامیاب نہیں ہو پایا۔ اس کا کردار کبھی ایک اور پاک سا عورت اللہ کی طرف سے انعام ہوا کرتی ہے اور وہ اسی کو ملتی ہے جو اس کے قابل ہو۔"

"بھیا! میں فاطمہ کے قابل نہیں تھا جب ہی وہ اتنی آسانی سے آپ کو مل گئی۔ آپ کے گھر جانے سے چند دن بعد فاطمہ رخصت ہو کر یہاں آجائے گی میں اس سے پہلے اس گھر کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے جا رہا ہوں جو کچھ میں نے آپ کے ساتھ کیا تھا اس کے بعد بھی آپ نے مجھ سے نفرت کی بجائے مجھے اس حالت میں مرنے کو بھی چھوڑ سکتے تھے۔" وہ رو رہا تھا۔ ولید تڑپ کر اس کے نزدیک آئے۔

"بھیا! میں فاطمہ سے معافی نہیں مانگوں گا اس لیے کہ میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا۔"

"وائی۔" وہ بے اختیار پکارتے تھے مگر وہ تیزی سے اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔ اگلی صبح وہ لوگ اس کا کمرہ خالی تھا۔

☆ ☆ ☆

سرد ہواؤں کی شوریدہ سری میں اضافہ ہو گیا تھا۔ خنک بے رحم جھونکوں سے ہاتھ بچاتے ہوئے اس کے قدموں میں لرزش تھی۔ فضا میں اداسی گھلی ملی تھی۔ اس کے عقب میں بند دروازوں سے نیچی تنہائی سر اٹھا کر اسے دیکھتی اور پھر منہ چھپانے لگتی۔ مسجد سے مغرب کی اذان کی آواز آئی تھی تب اس نے چونک کر اپنا

سو جانا چاہتے تھے۔ مغرب کا وقت قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔" اس کی آنکھوں سے دعا قطرہ قطرہ بہنے لگی۔ کیا نہیں اس کا نصیب ایسا ہے جیسے جگنوؤں کا سا کیوں تھا۔ ابھی کوئی خوشی خوشی رنگ تھی کی طرف جھلملائی لا کچھ سے اس پر دیکھ کر اکتا گئے لگتی۔ شادی کی تاریخ طے ہو گئی۔ تایا کی کوشش تھی کہ ہر روز اسے بازار لے جائیں تاکہ وہ اپنی پسند سے خریداری کرے۔ وہ بھی بجھی بجھی سی تھی مگر اس روز اس کا سامنا اچانک ہی عائشہ سے ہوا تھا اور اسے موقع غنیمت لگا تھا۔

"آپ نے مجھے پہچان لیا تھا۔"

"ہاں۔" وہ آہستگی سے مسکرائی تھی۔ چند ایک رسمی سوالوں کے بعد اس کے دل میں مچلتا ہوا سوال کر لیا تھا۔

"آپ نے انکار کیوں کیا تھا۔"

"انکار کیا ولید حسن کی شخصیت ایسی تھی کہ اسے کوئی لڑکی خود سے انکار کر سکتی تھی۔" وہ پھیکی سی ہنسی تھی۔

"ولید حسن نے خود انکار کیا تھا یہ کہہ کر کہ وہ کسی اور سے محبت کرتے ہیں میرے ساتھ نہیں چل سکتے۔" اور اسے جیسے کسی نے برف میں دھکیل دیا تھا۔ عائشہ نے ابھی تک شادی نہیں کی تھی اور اس کے چہرے و آنکھوں کی اداسی چیخ کر اس کی وہ کہانی سنا رہی تھی جو اس کے لبوں سے ادا نہیں ہو پائی تھی۔

"تو پھر وہ کون ہے۔" اس کا ذہن الجھ گیا تھا۔ ابھی خوش فہمی نے دل میں گھر بھی نہیں کیا تھا کہ ٹھیک ایک ہفتے بعد اس نے عائشہ کو ولید کے ساتھ دیکھ لیا۔ وہ گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر ان کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اس کا دل چاہا کہ وہ سڑک پر چلا کر ان کا پول کھول دے مگر جانے کیوں زبان گنگ ہی تھی مگر اس کے بعد مزید دوبار اس نے انہیں ساتھ دیکھا تھا۔ ایک بار ہنستے مسکراتے ہوئے اور تیسری مرتبہ ایک ہی ماہ میں۔ اس کے بعد فاطمہ نے صرف اس لیے تایا کے ساتھ شاپنگ کے لیے جانا چھوڑ دیا کہ اس میں مزید ایسے نظارے دیکھنے کی تاب نہیں تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ اپنی پوری سج دھج کے ساتھ ان کے بیڈ روم تک تو رخصت ہو کر آگئی تھی مگر اس طرح کہ دل ہر احساس اور خوشی سے عاری تھا۔ جانے کتنی دیر ہوئی تھی اسے ان کا انتظار کرتے نہ جانے کتنے بجے تھے جب قدموں کی آہٹ ابھری اور وہ دروازہ کھول کر اندر آگئے۔

"السلام علیکم۔" وہ اس کے نزدیک ہی بیڈ پر ٹک گئے۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔" انہوں نے اس کا جھمکا چھوا۔

"سب ہی کہہ رہے تھے ہماری جوڑی بہت پرفیکٹ ہے اللہ نظر سے بچائے۔ یہ تمہارا رونمائی کا تحفہ ہے بہت خواری کے بعد پسند آیا تھا۔ بس یہی سوچ تھی کہ ہماری نخریلی بیوی کو پسند آجائے۔" وہ اسے بریسلیٹ پہنا رہے تھے۔

"فاطمہ! پلیز مجھ سے خفا مت ہونا۔ مجھے یقین تو آنے لگا ہے کہ تم ہی میری دلہن کے روپ میں میرے کمرے میں آگئی ہو۔" انہوں نے جھک کر سرگوشی کی۔

"یہ الفاظ کسی اور سے بولیے گا جو آپ کی اصلیت سے واقف نہ ہو۔ میں عائشہ نہیں فاطمہ ہوں۔" وہ چنگاری ______ تو انہوں نے مسکراتے ہوئے سر کو اثبات میں جنبش دی تھی۔

"ہاں تو۔ تم فاطمہ ہو، جب ہی تو عائشہ کو چھوڑ کر تمہیں اپنایا۔"

"ولید! میں سر جھاڑ دوں گی اپنا اگر آپ نے مزید ایک لفظ بھی جھوٹ کہا۔ کس کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں، میری۔ تو جان لیجیے کہ میں آپ کو عائشہ کے ساتھ پچھلے چند دنوں میں کئی بار اکٹھے دیکھ چکی ہوں اور یہ جھوٹ اور فریب۔"

"ایک منٹ، ایک منٹ میں عائشہ سے ملتا رہا ہوں یہ سچ ہے کئی سالوں بعد اچانک اس سے ملاقات ہوئی تھی میری تو پتا چلا اس نے ابھی تک شادی نہیں کی تھی۔ اس کی بیٹی کی خواہش تھی کہ وہ

اب شادی کرنے سے پہلے اس کا بھائی مجھ سے باقاعدہ سفارش کرنے آیا کہ میں ماشر کو اس بات کے لیے فورس کروں۔ یہ بتانا اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی اور وہ تصویر تو وہ اصل اس لڑکی کی تھی جس کی خاطر میں نے ماشر کو جواب دیا تھا۔"

"کون ہے وہ لڑکی۔" ولید نے غصے سے کانپتے ہوئے انہیں گھورا۔

"یہ تھی وہ تصویر۔" انہوں نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ برآمد کیا، تصویر باہر کی۔ اب بھی وہی اشعار تھے، وہ ایک منٹ میں پہچان گئی۔ اس نے تصویر جھپٹنا چاہی تو ولید نے تیزی سے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"پہلے بتاؤ تم اس سے جیلس تو نہیں ہو گی۔" انہوں نے مبہم نظریں اس کے چہرے پر جمائیں۔

"جیلس۔ ایک بار مجھے بتا تو دیجیے کون ہے پھر دیکھیے کیا سلوک کرتی ہوں اس کے ساتھ۔" وہ جیلس کی [illegible] سے اداکاری کی تھی۔

"ارے رے رے یہ غضب مت کرنا، بہت پرانی محبت ہے میری، ویسے بھی تمہیں کیا ملے گی بے چاری مجھے اتنے سالوں سے دل میں رو رہی ہے ویسے ہی اب بھی رو رہے گی۔ مگر ایسے تو تمہیں سوچنا ہے۔"

"ولید! آپ بہت بڑے دھوکے باز ہیں، میرے ساتھ کیا دشمنی تھی کہ کسی سے شادی۔ کیوں نہیں ہو رہے تھے۔ لے کے میری زندگی برباد کر دی۔ میں بھی آپ کو معاف نہیں کروں گی۔" وہ چیخوں چیخوں رونے لگی۔

"بس اتنا خیال کیا تھا کسی بھی ایسے سوال کا باعث بن جانے والے اس ثبوت کو ضائع کر دوں مگر ایک یہ [illegible] لڑکی تھی جو [illegible] کی محبت سوچی ہے [illegible] ملی ہے۔" "میں [illegible] اس پر تم [illegible] تصویر [illegible] کر کے اس کی آنکھوں کے سامنے کر دی۔ ولید کو جیسے سکتہ طاری ہو گیا۔ وہ تمہیں پہچانتے اپنی تصویر کو گھور رہی تھی۔ یہ ولید کی منگنی کے دن کی تصویر تھی جس میں وہ گلابی سوٹ پہنے بڑے بڑے جھمکوں میں ہنستے حسین چہرے پر بے تحاشا خوشی لیے ذرا سی بچی ہوئی تھی۔

"اسی روز مجھے انکشاف ہوا تھا کہ تم میرے لیے کیا ہو، محبت تو پہلے بھی کرتا تھا تم سے، بس اسی محبت کو صحیح طور پر اظہار ہونے میں دیر لگی اور میں منافق نہیں تھا کہ اپنے ساتھ کسی اور کو بھی دھوکہ دیتا۔ نہ ہی غاصب تھا کہ اپنے ہی بھائی کی خوشی پر آنکھ رکھ لیتا۔ بس دل کی بے بسی تھی جسے میں نے ہمیشہ دل میں دفن کرنے کا سوچ لیا تھا مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ اب جو ہوا سب کیسے ہوا میں خود بھی حیران رہ گیا۔" وہ اسے اپنے ساتھ لگا کر تھپکتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ ولید جیسے یقین کر کے بھی بے یقین تھی، بھرپور نظروں سے انہیں گھورنے لگی۔

"کیسے مان لوں، پہلے تو آپ کا رویہ ٹھیک تھا مگر منگنی کے بعد بھی مزاج سوا نیزے پہ رہتا تھا۔" اور اس کی بات پہ ولید کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہوا تھا۔ "اس کا جواب ان اشعار میں ہے۔" وہ مسکرائے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر گمبھیر لہجے میں گنگنانے لگے۔

بس ایک معافی ہماری توبہ کبھی جو اب ہم ستائیں تم کو
لو ہاتھ جوڑے لو کان پکڑے اب اور کیسے منائیں تم کو
ہوئی کیسی تو تمہیں تو غصے نے اور دلکش بنا دیا ہے
ہمارے من کو تو سوجھتی ہے کہ اور غصہ دلائیں تم کو
وگرنہ تم اب تک ہماری نظروں کے سب تقاضوں سے بے خبر ہو

ہمیں محبت ہے تم سے پگلی اور اب کیسے بتائیں تم کو

اور اس آخری شعر پہ وہ اس قدر جھینپی کہ اس جھینپ کو مٹانے کے قریب دھرے کشن کو اٹھایا مگر انہوں نے بیچ ہی میں جھپٹتے ہوئے کشن اس سے لے کر دور پھینکا اور اس کا جھینپا شرمایا ہوا نازک سراپا اپنی بانہوں میں بھر لیا۔

○ ○